قدرِ سخن

از ابوزاہد سید یحییٰ حسینی قدرؔ عریضی

قدرِ سخن

حصّۂ اوّل ۔ حمد و نعت

از ابوزاہد سید یحییٰ حسینی قدرؔ عریضی

کاتب	محمد اکرام الدینخاں عرف رشید نواب
سنہ اشاعت	سنہ ۱۹۶۷ء
بارِ اوّل	۵۰۰
قیمت	ایک روپیہ
ناشر	ادارۂ قدرِ ادب

ملنے کا پتہ

دفتر ادارۂ قدرِ ادب 20-3-624 باغ فریدونجاہ حسینی علم روڈ

مطبوعہ

نیشنل فائن پرنٹنگ پریس چارکمان۔ حیدرآباد۔ اے۔ پی

انتساب

میں اپنے کلام کو جو (۶) حصوں پر مشتمل ہے اپنے اُستادِ محترم و معظم علامہ سیّد علی احمدؔ زیرکؔ قنوجی علیہ الرحمۃ کے اسمِ گرامی سے معنون کرتے ہوئے اس نیاز میں شانِ نازِ تلمّذ پاتا ہوں۔

فقیر حقیر
قدرؔ عریضی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انکشافِ حقیقت

مجھے فطری طور پر کم سنی ہی سے شعر و سخن کا ذوق تھا چنانچہ فارسی اور ارد
کلام سُننے کی خاطر میں اکثر قوالی کی محفلوں میں شریک ہوا کرتا تھا۔ خالقِ کونین نے اپ
کرم سے مجھے موزوں طبیع پیدا کیا ہے اس لیے (۱۷) سال کی عمر سے میری شاعری کا آغاز ہو
دو سال بعد علامہ حضرت سید علی احمد زیرکؔ قنوجی رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ تلمذ حاصل ہوا
اس سے قبل میں نے اپنے کلام کی اصلاح کسی سے بھی حاصل نہیں کی۔ مجھ کو اپنے اُستا
حضرتِ زیرکؔ کے شاگرد ہونے پر فخر و ناز ہے۔ شفیق اُستاد کے عادات و خصائل کو
دیکھتا رہا اور حضرت کے کردار سے درس حاصل کرتا رہا۔ بحمد اللہ میں تا حدِ امکان حض
زیرکؔ کے اُصولوں پر کاربند ہو گیا۔ میرے اُستاد میں آلِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کی تمام خصوصیات بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ اپنے تلامذہ سے تحفہ یا نذر لینا پسند نہیں
کرتے تھے بلکہ بوقت ضرورت تلامذہ کی ممکنہ مدد فرماتے۔ شعر و سخن سے متعلق معائب
و محاسن کی تفہیم برمحل کرتے تھے تاکہ معائب و محاسنِ کلام پر حقیقی عبور حاصل ہو جا
مشقِ سخن اور پُر گوئی کی خاطر ہفتہ میں ایکبار بروزِ تعطیل حضرتِ زیرکؔ رح کے مکان پ
حاضر مشاعرہ منعقد کیا جاتا تھا۔ طرح کے لیے کسی اُستاد کے دیوان سے پیش مصرعہ لیا
جاتا جس میں قافیہ ردیف موجود ہو۔ اس مشقِ سخن کا وقت صرف ایک گھنٹہ ہوتا
تھا۔ تمام شاگردان حضرتِ زیرکؔ رح اس ایک گھنٹے میں طبع آزمائی کرتے۔ وقت ختم ہو
پر سب سے اشعار کے پرچے حاصل کر لئے جاتے اور اُسی وقت حضرتِ زیرکؔ رح سب کے آگے

کلام کی اصلاح کر کے واپس کر دیتے۔ اس عملِ مستحسن سے ایک سال کے عرصہ میں تلامذہ حضرتِ زیرکؒ کی پُرگوئی کا یہ عالم ہوا کہ وقتِ مقررہ ایک گھنٹے میں پچیس ۲۵ پچیس ۲۵ تیس ۳۰ تیس ۳۰ اشعار کہا کرتے تھے۔ حضرت زیرکؒ کی کرم فرمائیاں جو تلامذہ پر تھیں اس کا انجام بھی قابلِ امتیاز برآمد ہوا۔ آج حضرت قبلہؒ کے کثیر تلامذہ خود اُستاد ہیں جن کے کافی شاگرد موجود ہیں حضرتِ زیرکؒ کے تلامذہ کا حلقہ نہایت وسیع تھا۔ بہت سے میرے اُستاد بھائیوں نے داعیِ اجل کو لبیک کہہ دیا ہے اور بہت سے تلامذہ ایسے بھی تھے جن کو حضرت اپنے تلامذہ میں شامل نہیں کرتے تھے حالانکہ ان کے کلام کی اصلاح بھی اور دوسرے حضرات کے ساتھ ہوتی رہتی تھی۔ ذیل میں مختصراً حضرت زیرکؒ کے تلامذہ کے نام درج کئے جا رہے ہیں۔ جن میں اکثر اصحاب حضرتِ زیرکؒ کے شاگرد ہونے کے ساتھ ساتھ خود بھی نہایت مشہور اُستاد تھے اور ہیں جن کے تلامذہ بھی کافی تعداد میں موجود ہیں۔

کیفیت	تخلص	نام
موصوف کے تلامذہ سے میں ناواقف ہوں	عقیل قنوجی	سید ظہیر احمد صاحب فرزند اکبر حضرتِ زیرکؒ
،، ،،	رخشاں	قنبر علی صاحب مرحوم
موصوف کے تلامذہ موجود ہیں	رہبر	رائے ست گرو پرشاد صاحب آنجہانی
موصوف کے کافی تلامذہ ہیں اور بزم انجم کے نام سے ایک بزم بھی تھی۔	انجم	سید نجم الدین حسن صاحب مرحوم
موصوف کے تلامذہ سے میں ناواقف ہوں	فخر	محمد عبد الغفار خاں صاحب مرحوم
،، کے تلامذہ بھی موجود ہیں۔	راسخ	میر عباس حسین صاحب رضوی
،، ،، سے میں ناواقف ہوں		سید حسین صاحب بخاری مرحوم
،، ،، ،، ،،		سید نور اللہ حسینی صاحب افتخاری ،،
،، ،، ،، ،،	واصف	محبوب علی بیگ صاحب ،،
،، ،، ،، ،،	حاصل	محمد علی صاحب ،،
،، ،، ،، ،،	ہادی نبیرۂ آتش	ہدایت علی صاحب ،،

ج

نام	تخلص	کیفیت
حبیب حسین صاحب مختار مرحوم	زیبا	موصوف کے تلامذہ سے میں ناواقف ہوں
محمود علی خاں صاحب "	رفیق	" " " "
رائے ست گرو پرشاد صاحب سکینہ ایڈووکیٹ	اخگر	" " " "
	ضمیر	" " " "
رائے کشن سنگھ صاحب آنجہانی	خوشتر	" " " "
سید وصی محمد صاحب	وصی	" " " "
خواجہ فخر الدین صاحب	صابر	" کے تلامذہ بھی ہیں
احمد علی صاحب مرحوم	ہوش	" "
محمد تاج الدین صاحب قریشی	تاج	موصوف کے کثیر تلامذہ ہیں
محمود علی بیگ صاحب مرحوم	صغیر	" کے تلامذہ سے میں ناواقف ہوں
محمد شرف الدین عرف غلام محمد صاحب مرحوم	عیش	" کے بھی کافی تلامذہ ہیں
برہان الدین صاحب "	سیفی	" کے تلامذہ سے میں ناواقف ہوں
سید احمد صاحب "	مشفق	" " " "
میر علی نقی خاں صاحب رضوی	منصف	" " " "
غلام نبی خاں صاحب مرحوم قائم خانی	عادل	" " " "
خورشید بخش صاحب مرحوم	خورشید	" " " "
میر حسین علی خاں صاحب "	عاقل	" " " "
ہدایت بخش صاحب منجم و عامل	شفیق	" " " "
	متبسم	" " " "
	نوید	" " " "
	دانش	" " " "
	منیر	" " " "
	آمنہ شیروانی	" " " "

ان حضرات کے علاوہ حیدرآباد سے باہر اضلاع پر اور ہندوستان میں حضرت زیرک کے بہت شاگرد تھے

جن سے میری ذاتی واقفیت نہیں ہیں اگر اپنے اُستاد علیہ الرحمہ کے اوصافِ حمیدہ بہ فصاحت تحریر کروں تو وہ خود ایک مستقل کتاب ہو جائے گی۔ مختصر یہ کہ شرافت نجابت اور انسانیت کی تمام خوبیاں حضرتِ زیرکؔ کو قدرت نے اپنے کرم سے عطا فرمائی تھیں۔ حضرت کا نعتیہ کلام "تصوّراتِ زیرکؔ" کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔ دوسرے کلام کے علاوہ شعر و سخن سے متعلق چند مفید کتابیں بھی حضرت قبلہ نے تحریر کی تھیں جو عمر کی بیوفائی کے باعث طبع نہ ہو سکیں۔

علامہ حضرت میر نادر علی برترؔ جانشین حضرتِ ظہیرؔ دہلوی و یادگارِ غالبؔ میرے اُستاد کے اُستاد تھے چنانچہ حضرتِ زیرکؔ کے وصال کے بعد حضرت برترؔ کو میں نے چند غزلیں وغیرہ دکھائی تھیں کہ حضرتِ برترؔ بھی خلد تشریف لے گئے۔

شعر و سخن کے لیے علمِ عروض کا حاصل کرنا بھی نہایت ضروری ہے تاکہ شعر کے وزن کو معلوم کیا جائے۔ وزن ہی پر شعر کی صحت کا مدار ہے۔ حضرت زیرکؔ کا عزم تھا کہ جاری مشاعروں کے ساتھ ساتھ عروضی تعلیم بھی اپنے تلامذہ کو دیں لیکن اجل نے اس ارادے کو بھی ناتمام رکھا۔ علامہ حضرت سیّد محمد ضامن صاحب مغفور ضامنؔ کنتوری حیدرآباد کے ممتاز اور مخصوص اساتذہ میں سے تھے جن کو علم عروض میں ماہرانہ دستگاہ حاصل تھی چنانچہ حضرت نے علم عروض کا نہایت جامع اور مختصر رسالہ بھی تحریر کیا تھا جو طبع نہ ہو سکا۔ حضرتِ ضامنؔ کے تلامذہ بھی کثیر تعداد میں تھے اور ہیں۔ مجھ پر حضرت ضامنؔ کی خاص نظرِ عنایت تھی۔ میں نے حضرت ضامنؔ سے صرف علمِ عروض کی تعلیم حاصل کی ہے اس طرح میں حضرتِ ضامنؔ کنتوری کا عروضی شاگرد ہوں۔

میں فقیر ابن فقیر ہوں میرے آبا و اجداد دینی تبلیغ کے خدمات کے علاوہ تعلیماتِ عرفانی کے فرائض بھی انجام دیتے رہے ہیں چنانچہ میرے والد بزرگوار حضرت سید شاہ محمد تسلیم حسینی قبلہ علیہ الرحمہ۔ متبحر عالم۔ واعظ۔ عامل اور سلسلہ عالیہ قادریہ و چشتیہ کے پیرِ طریقت تھے حضرت قبلہ کے مُریدین و معتقدین حیدرآباد دکن کے علاوہ علاقہ مدراس، بمبئی، میسور وغیرہ میں بہت ہیں۔ میری تعلیم جامعہ نظامیہ میں مولوی عالم تک ہوئی جو حیدرآباد ہی نہیں ہندستان کی ممتاز و مسلم دینی درسگاہ ہے۔ جامعہ نظامیہ سے میں نے منشی فاضل کی سند بھی حاصل کی ہے۔ میں حقائق کو پیش کر رہا ہوں

اس لیے یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ میں پیشہ ور شاعر نہیں ہوں اس لیے شاعری کو اپنے لیے باعثِ عز و افتخار نہیں سمجھتا میری نسبت جو آلِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے وہی میرے لیے باعثِ صد افتخار و حرمت ہے۔ میری شاعری شوقیہ شاعری ہے۔ غزل یا اور جو کچھ بھی لکھا یا تو محفلِ شعر میں سُنا دیا یا پھر اپنے مخصوص احباب کے گوش گزار کر دیا بس میرے شوق کی تکمیل ہو چکی۔ میری شاعری کی عمر تخمیناً (۵۰) سال کی ہو گی اس لیے میرے پاس کلام کا ذخیرہ کافی موجود ہے۔ میرے اکثر احباب متقاضی تھے کہ میں اپنا منتخب کلام کم از کم چھپوا دوں لیکن میری معاشی حالت اس قابل نہیں تھی کہ اس طرف توجہ کرتا۔ ایک باخیر ہستی نے میرے کلام کی طباعت کی جانب توجہ مبذول فرمائی۔ یہ فیض رساں ہستی نام و نمود سے بے نیاز اور علمی دنیا کی مہرِ تابندہ ہے۔ میرے قلم کے لبوں پر مُہر لگا دی گئی ہے اس لیے میں اس فیض آب ہستی کا نام بتا سکتا ہوں نہ پتہ لیکن کریم کارساز کے کرم سے میرا ضمیر اُس کرم گستر کا منت کش ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور زبانِ دل مصروفِ دعا رہے گی۔ اس زمانے میں بھی ایسے صاحبانِ کرم و عطا موجود ہیں جو کرم کرتے ہیں مگر بسلسلۂ کرم ظاہر ہونا نہیں چاہتے۔ اچھے لوگوں سے زمانہ کبھی خالی نہیں رہتا۔ میرا کلام زیادہ تر وہی کلام ہے جو شعر و سخن کی محفلوں میں سُنایا گیا ہے اس لیے میں نے صاحبِ محفل کا نام یا بزم کا نام اور تاریخ و سنہ وغیرہ امکانی حد تک ہر غزل یا نعت یا منقبت یا سلام کے ساتھ تحریر کر دیا ہے۔ بہت ہی کم ایسا کلام ہے جس کو میں نے بہ ذوقِ طبع لکھا ہو۔ میں نے اپنے کلام کو (۶) حصوں میں منقسم کیا ہے حصۂ اول حمدِ خدائے کارساز اور نعت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہے۔ حصۂ دوم منقبت و سلام کا مجموعہ ہے حصۂ سوم میں غزلیات ردیف (الف) سے (م) تک موجود ہیں حصۂ چہارم میں غزلیات ردیف (ن) سے (ی) تک تحریر ہیں۔ حصۂ پنجم میں رباعیات قطعات قصائد نظمیں مسدس مخمس جمع کئے گئے ہیں حصۂ ششم میں کلام فارسی ہے جو نعت غزل رباعی قطعات پر مشتمل ہے۔ اب میں انکشافِ حقیقت کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ عالم الغیب مجھ فقیرِ حقیر کے کلام کو مقبولیتِ عام سے سرفراز فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

فقیر ابو الزاہد سید یحییٰ الحسینی قدر عُریضی



حمد خالقِ و مالکِ کونین به ذوقِ طبع

تحریر کردہ ۱۲ راپریل ۱۹۶۷ عیسوی

بحر رمل ہشت رکنی ۔ فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

ہے ضیا بخشِ دو عالم رخِ تاباں تیرا
ذرّے ذرّے پہ ہے کونین کے احساں تیرا

تیرے احکام مٹائے سے نہیں مٹ سکتے
قلبِ حفّاظ پہ منقوش ہے قرآں تیرا

کوئی دانستہ ہے ملحق کوئی نادانستہ
سب کے ہاتھوں میں بہر حال ہے داماں تیرا

کوئی بھی شئے ترے قبضہ سے نہیں ہے باہر
پھول تیرا ہے کلی تیری گلستاں تیرا

ہیں قنادیل ستاروں کی بہ ہر جا روشن
آسماں اصل میں ہے قصرِ چراغاں تیرا

تو نہ چاہے تو سمجھنا بھی ہے تیرا مشکل
تو اگر چاہے تو آسان ہے عرفاں تیرا

روزِ روشن بھی مقابل میں ہے اُس کے تاریک
نور ہی نور کی محفل ہے شبستاں تیرا

عمر جب ہونے لگی ختم تو محسوس ہوا
حق ادا ہو نہ سکا تا حدِ امکاں تیرا

جیسے کونین کا سلطان ہے تو ویسے ہی
سارے ارمانوں کا سلطان ہے ارماں تیرا

جس کو دربار میں تو اپنے بلا لیتا ہے
جا کے مکّے میں وہ ہو جاتا ہے مہماں تیرا

تو مسلماں کو مسلماں بنا دے یا رب | تو مسلمان کا ہے اور ہے مسلماں تیرا

انتہائی یہ کرم تیرا ہے اے ربِّ کریم
ہے جواب قدر کی ہر سانس پہ احسان تیرا

حمدِ خالقِ کونین ربّ المشرقین و مغربین به ذوقِ طبع

تحریر کردہ ۵؍اپریل ۱۹۶۷ء

بحرِ مضارع ہشت رکنی ۔ مفعولُ فاعِ لاتن مفعولُ فاعِ لاتن

بذل و عطا کرم ہے ہر وقت کام تیرا | کونین میں ازل سے ہے انتظام تیرا
اے مونسِ غریباں اے بادشاہِ خوباں | آنکھیں ہیں راہ تیری دل ہے مقام تیرا
دل میرا پا رہا ہے ہر دم تری ہدایت | ہر سانس دے رہی ہے آ کر پیام تیرا
تیرے سوا نہیں ہے کوئی بھی تجھ سے واقف | سنتوا، سنو صفت کا حامل ایک ایک نام تیرا
تو کارساز بھی ہے بندہ نواز بھی ہے | فانی ہے ساری دنیا باقی ہے نام تیرا
میں فیض پا رہا ہوں غیبی کرم سے تیرے | بنتا ہے کام میرا لیتے ہی نام تیرا
ہے جس طرح مسلّم تیرا وجودِ برحق | ہے اُس قدر منظم ہر ایک کام تیرا
تو قاسمِ ازل ہے تو ساقیٔ ابد ہے | ہر اک کے ہاتھ میں ہے لبریز جام تیرا
گم راہیوں کے رستے رہتے نہ پھر جہاں میں | منشا اگر سمجھتے سارے عوام تیرا

دل میں ہے خوف تیرا سجدے میں سر ہے میرا | اس پر بھی غیر ممکن ہے احترام تیرا
شر سے فساد سے تو کرتا ہے منع سب کو | امن و اماں کا ضامن ہے ہر پیام تیرا

اے قدرؔ جو کہ تیری ہر سانس کا ہے مالک
وابستہ ہے اسی سے ہر ایک کام تیرا

حمد خدائے قادر

بہ ذوقِ طبع

مورخہ ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ

بحرِ رمل مثمن الارکان۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

یوں تو ہے شرمندگی مجھ کو مرے کردار سے | عیب پوشی کی مجھے امید ہے ستار سے
المدد اے خالقِ احساس انساں المدد | بڑھ گئی رفتارِ غم اب وقت کی رفتار سے
قادرِ مطلق تری قدرت کی کوئی حد نہیں | زندگی تو بخشتا ہے موت کے آثار سے
اے مسلمانو خدا کے قہر سے ڈرتے رہو | کوئی بچ سکتا نہیں ہرگز خدا کی مار سے
اے خدا ایمان کی نعمت مجھے بھی تو نے دی | ہاتھ خالی کون لوٹا ہے ترے دربار سے
تیری بخشش کی کوئی حد ہی نہیں پروردگار | سرنگوں کون نہیں ہے تیری عطا کے بار سے
شرمساروں کی خطائیں سب ہوجاتیں معاف | یہ تو ممکن ہی نہیں ہے عادتِ غفار سے
دل پہ ہو جاتی ہے اس کے ہر حقیقت آشکار | قوتِ غیبی جسے واقف کرے اسرار سے
حشر میں آجائے گا شرمندگی کا وقت اگر | منہ چھپا لوں گا میں اپنا دامنِ ستار سے

میری کھیتی بھی ترے الطاف کی محتاج ہے
موتیاں برسانے والے ابرِ گوہر بار سے

قادرِ مطلق خطائیں قدرؔ کی کر دے معاف
اب سُبکدوشی عطا کر معصیت کے بار سے

حمدِ ذاتِ احد

بہ ذوقِ طبع مورخہ ۱۹۶۲ء

بحر رمل مثمن الارکان ۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

خالقِ کونین ہے تو اے خدائے کارساز
تجھ سے وابستہ دو عالم سب سے تو ہے بے نیاز

تیری قدرت کی نمائش ہے نمودِ کائنات
تیری مرضی کے موافق ہے وجودِ کائنات

کون اس کونین میں تیرے سوا ہے غیب داں
سب تری نظروں میں ہیں تو سب کی نظروں سے نہاں

بخشتا ہے تو کرم سے اپنے سب کو زندگی
ذرّے ذرّے کو جہاں کے تجھ سے ہے وابستگی

سب سے ہے آگاہ اور سب کی دعا سنتا ہے تو
چیونٹی کے جنبشِ دل کی صدا سنتا ہے تو

تو کرم کرتا ہے ہر حالت میں سب پر اے خدا
کم نہیں ہوتی خطاؤں سے کبھی تیری عطا

تیری قدرت میں کوئی بھی دخل دے سکتا نہیں
تو نہ چاہے تو کوئی اک سانس لے سکتا نہیں

جس کی کوئی حد نہیں ایسا ہے تیرا اختیار
تو ہے پوشیدہ مگر منشا ہے تیرا آشکار

قبضۂ قدرت میں تیرے نبض ہے کونین کی
حکم سے تیرے بجا کرتی ہے نئے کونین کی

حیرت افزا کچھ عجب تیرے کرم کے راز ہیں
بے نیازی میں بھی تیری خاص خاص انداز ہیں

ہے ضرورت سب کو تیرے حکم کے عرفان کی
صاف کہتی ہیں یہ اکثر آیتیں قرآن کی

حمد خدائے قادر

جو جلسۂ روانگی حجاج منعقد کردہ جناب محمد حسین صاحب اظہر میں سنائی گئی تھی

بحرِ رمل مثمن الارکان ۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

اے خدا تیرے سوا مختار کوئی بھی نہیں
لاکھ پردے ہیں مگر ستّار کوئی بھی نہیں

تو کسی کی آنکھ میں ہے تو کسی کے دل میں ہے
عشق کی راہوں میں تو ہے حُسن کی منزل میں ہے

اہلِ دل کو دل کی ہر جُنبش اشارا ہے ترا
غم کے ماروں کو شعورِ غم سہارا ہے ترا

عقل کے رستے سے منزل تیری کوسوں دور ہے
فکر کہہ سکتی نہیں تو ہے تو کیسا نور ہے

چشمِ ظاہر بیں کے عنوانات ہیں غیب و شہود
ان حدوں میں آ نہیں سکتا کبھی تیرا وجود

تو محیطِ کُل بھی ہے اور ہر جگہ موجود ہے
دہر کی ہر شئے ہے ساجد اور تو مسجود ہے

فیض سے انوار کے ذرّوں کو چمکاتا ہے تو
اپنے تو اپنے ہیں غیروں کے بھی کام آتا ہے تو

تو ہے حاکم اور ہر اک شئے تری محکوم ہے
دل میں کس کس کے ہے کیا کیا تجھ کو سب معلوم ہے

کر دیئے تو نے عطا انساں کو سب اپنے صفات
کر لیا اپنا خلیفہ بخش دی کُل کائنات

خالقِ کون و مکاں اے مالکِ بیتُ الحرم
اصل میں توفیق حج کی ہے ترا فضل و کرم

حاضری یہ کس قدر معیار کی ہے حاضری
حج حقیقت میں ترے دربار کی ہے حاضری

عربی نعت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

به ذوقِ طبع ۔ تحریر کردہ ربیع الاوّل ۱۳۷۹ھ

بحرِ رمل مثمن الارکان ۔ فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلات

اَنْتَ مَولَائِی نِظَامُ الْکَائِنَاتِ یَا رَسُول
اَنْتَ رُوحُ الْقُدُسِ قَسَّامُ الْحَیَاتِ یَا رَسُول

صَاحِبُ الْمِعْرَاجِ وَ الْبُرَاقِ وَانْشَقَّ الْقَمَر
اِفْتِخَارُ الْعَبْدِ مَعْبُودُ الصِّفَاتِ یَا رَسُول

اَنتَ اَنوَارُ الھدیٰ شَمسُ الضُّحیٰ بَدرُ الدُّجا
اَنتَ یومِ الحشرِ مصباحُ النَّجاتِ یارسُول

اَنتَ اُطلُب لی بِاَفضَالٍ علیٰ اَرضِ الحَرَم
اَنتَ اَدرِکنی بِھا یومَ المماتِ یارسُول

نَحنُ قُلنا یاحبیبَ اللہِ قدّرُ مُذنِبٌ
اِقبلُو مِنہُ تحیّاتَ الصَّلاتِ یارسُول

سلام بہ بارگاہ خیر الانام

محفل نعت شریف قدر عُریضی مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۶۰ء

بحرِ خفیف شش رُکنی۔ فاعلاتن مفاعلن فعلان۔

وزن دیگر۔ فاعلن فاعلن فعولن فعول۔

یا قسیمُ النّعم سلامٌ علیک
یا وسیعُ الکرم سلامٌ علیک

یاد میں مُصطفےٰ کی کہتے ہیں
بے ارادہ بھی ہم سلامٌ علیک

کہہ رہے ہیں ادب سے یا مُصطفےٰ
طالبانِ کرم سلامٌ علیک

عُمر بھر یا نبی کہے جائیں
در پہ آ آ کے ہم سلامٌ علیک

مصطفےٰ کا خیال آتے ہی بولئے کم سے کم سلامٌ علیک
یہ بھی توفیق مصطفےٰ کی ہے کہہ رہے ہیں جو ہم سلامٌ علیک
قدرؔ مرتا ہوا یہ کہہ کر مرے
مصطفےٰ ذی کرم سلامٌ علیک

جشنِ میلادِ مبارک سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم منعقدہ ۹ مارچ ۱۹۵۹ء

بحر ہزج سالم ہشت رکنی مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

عجب فرحت فزا ہے جشنِ میلادِ محمدؐ کا
پتہ ملتا نہیں مطلق مسرّت کی مجھے حد کا
رسول اللہؐ کی بے سایگی معجز نمائی تھی
کہ تھا خود ابر بن کر سر پہ سایہ آپ کے قد کا
حرم میں ہے یہی شے بوسہ گاہِ مصطفےٰ اے دل
ادب اس واسطے ہم پر ہے لازم سنگِ اسود کا
یہ دنیا جانتی ہے نور کا سایہ نہیں ہوتا
مجسّم نور تھے اس واسطے سایہ نہ تھا قد کا
سنے جو اس کو اس پر وجد کی ہو کیفیت طاری
اثر ہے صوتِ نعتِ مصطفےٰ میں صوتِ سرمد کا

نگاہیں پیش قدمی کے لئے دوڑیں فرشتوں کی
ہوا عرشِ بریں پر شور جب سرور کی آمد کا
شبِ معراج عجلت دور میں تھی جانے آنے کے
قدم مرکز پہ قایم تھا درآمد کا برآمد کا
رسول اللہ کی نعلین بوسی پر یہ نازاں ہے
بجا ہے، فخر جو ہے اس قدر چرخِ زبر جد کا
رسائی قدرؔ کی ہو جائے گی دربارِ احمدؐ تک
وسیلہ اُس کو اچھا مل گیا ہے نعتِ احمدؐ کا

محفلِ نعت شریف جناب بیکس صاحب

بحرِ رمل مثمن الارکان۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلن

یا نبیؐ مجھ کو غمِ فرقت میں کیا کیا ہو گیا
موت مشکل ہو گئی دشوار جینا ہو گیا
عاشقِ شاہِ رسل مشہور ایسا ہو گیا
ساری دنیا کی زباں پر نام اُس کا ہو گیا
اب تو آجا اے خیالِ روئے سرور قلب میں
آنکھ میں نے بند کر لی اور پردا ہو گیا
حُبِ سرکارِ دو عالم سے مجھے عزت ملی
ہائے کس منہ سے کہوں عالم میں رسوا ہو گیا
دہر میں دیوانہ عشقِ رسول اللہ کا
جو تماشا دیکھنے آیا تماشا ہو گیا
بابِ رحمت، رحمتِ عالم نے کھولا خود بخود
حسرتیں نکلیں لبِ فریاد کیا وا ہو گیا

کیا خیالِ روئے سرکارِ دو عالم چُھپ گیا؟ — کیا میں تنہا رہ گیا کیا میں اکیلا ہو گیا

کج پلیٹ آتی نہیں عشاقِ سرورؐ کو کبھی — راستبازی صاف گوئی ان کا شیوا ہو گیا

جان دے دی قدرؔ نے عشقِ رسول اللہؐ میں
اے فریبِ زندگی تجھ کو بھی دھوکا ہو گیا

محفلِ نعت شریف قدرؔ عرشی ۱۹۵۲ء

بحرِ خفیف شش رکنی۔ فاعلاتن مفاعلن۔ فعلن

ذوقِ اسلام والہانہ تھا — مصطفےٰؐ کا بھی کیا زمانہ تھا

اِس لئے مصطفےٰؐ کو آنا تھا — کعبہ، کعبے کو پھر بنانا تھا

جس زمانے میں تھے رسولِ کریمؐ — سو زمانوں کا اِک زمانہ تھا

شق ہوا چاند اِک اشارے پر — مصطفےٰؐ کا بھی کیا نشانہ تھا

درسِ انسانیت نبیؐ نے دیا — کیونکہ انساں ہمیں بنانا تھا

کلمہ کیوں نہ پڑھتیں کنکریاں — کلمے کا اثر دِکھانا تھا

اُمتِ خاتم النبیؐ یا رب — اس طرح ٹھوکریں نہ کھانا تھا

شبِ معراج اُس کو بلوایا — جس کو ختمِ رسل بنانا تھا

اِس لئے آئے تھے رسولِ کریمؐ — راستے پر ہمیں لگانا تھا

قدرؔ پائے ہیں سرورِ دیں سے
جس قدر جن کو فیض پانا تھا

محفلِ نعتِ شریف

بحرِ رمل مثمن الارکان۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلن

ہے یہ ارشادِ مُقدّس احمدؐ مُختار کا
جس کا حامی ہو خدا کیا خوف اُسے تلوار کا

سامنے آنکھوں کے اِک منظر ہے جو انوار کا
ہے تصدق یہ وِلائے احمدؐ مختار کا

دونوں خود مختار ہی آئے نظر معراج میں
سامنا جب ہوگیا مجبور اور مُختار کا

اے مُحِبّانِ محمدؐ مصطفےٰ اسلام پر
پہلے احساں خلق کا ہے بعد ہے تلوار کا

کوئی مُسلم غیر مُسلم روک سکتا ہی نہ تھا
وارِ اخلاقِ رَسولُ اللّٰہ کی تلوار کا

جو کرے تحریف احکامِ رسولؐ اللّٰہ میں
حشر کیا ہوگا نہ جانے ایسے خود مُختار کا

معجزہ شق القمر کا صاف کہتا ہے یہی
کام کرتا ہے اشارہ وقت پر تلوار کا

احمدِ مختار اُمّت کی مدد فرمایئے

جب مدد مجبور کی اک فرض ہے مختار کا

بعدِ مُردن بھی عطا کی اپنے پہلو میں جگہ

تھا لحاظ اتنا نبیؐ کو اپنے یارِ غار کا

قدرؔ کا ہو خاتمہ بالخیر یا ختمِ رُسُلؐ

بچ نہیں سکتا ہے زخمی ہجر کی تلوار کا

محفلِ نعت شریف قدرؔ عریضی جنوری ۱۹۵۵ء

بحرِ رمل شش رکنی - فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلات

بن نہ گستاخ اے فدائے مصطفیٰؐ — سیکھ آدابِ ولائے مصطفیٰؐ

قلبِ مومن میں ہے جائے مصطفیٰؐ — ہے یہی دولت سرائے مصطفیٰؐ

درسِ پیہم کارہائے مصطفیٰؐ — دردِ انساں مدعائے مصطفیٰؐ

ہے یہ منشائے ولائے مصطفیٰؐ — جان دے دوں میں برائے مصطفیٰؐ

ہیں فقط الفاظ ہی قرآن کے — لائقِ مدح و ثنائے مصطفیٰؐ

لا نہیں سکتا ہے کعبے کا غلاف — حشر تک شانِ ردائے مصطفیٰؐ

کوئی یہ دولت چُرا سکتا نہیں — ہے عجب دولت ولائے مصطفیٰؐ

آدمی کو پل میں جو انساں بنائے — کون ہے ایسا سوائے مصطفیٰؐ

آ گئی ہے ہم میں جو انسانیت ہے یہ احسانِ ولائے مُصطفٰےؐ

مُصطفٰےؐ کے نُور سے ہر چیز ہے ہے بہر ذرّہ ضیائے مُصطفٰےؐ

وقت ہی پر مُصطفٰےؐ نے کی مدد وقت ہی پر کام آئے مُصطفٰےؐ

کر رہی ہیں بجلیاں میرا طواف دیکھ کر مُضطر برائے مُصطفٰےؐ

قدرؔ اب سجدوں کا لُطف آجائے گا

مِل گئے ہیں نقشِ پائے مُصطفٰےؐ

محفلِ نعت شریف قدرؔ عزیضی ۱۴ ستمبر ۱۹۵۸ء

بحرِ رمل مثمن الارکان ۔ فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلن

سانس بن جائے مِری یاد آپ کی یا مُصطفٰےؐ

یوں عطا کیجے حقیقی بندگی یا مُصطفٰےؐ

ہو گئی جس پر عنایت آپ کی یا مُصطفٰےؐ

ہو گیا ہے کیا سے کیا وہ آدمی یا مُصطفٰےؐ

دُھن ہے اتنی کیف در کیف آپ کی یا مُصطفٰےؐ

پا رہا ہوں بیخودی در بے خودی یا مُصطفٰےؐ

آپ کے کہلا کے ہم ہیں آپ کے قدموں سے دُور

موت سے بدتر ہے ایسی زندگی یا مُصطفٰےؐ

اک نگاہِ لطف کا طالب ہے موروثی غلام
یا محمدؐ یا نبیؐ یا سیدی یا مصطفیٰؐ

آپ کے قدموں پہ سر ہو اور نکلے تن سے رُوح
کروٹ ایسی بدلے میری زندگی یا مصطفیٰؐ

آپ کے روضہ کی جانب قطرتاً رُخ پھر گیا
دیکھ کر اہلِ جہاں کی بے رُخی یا مصطفیٰؐ

بجلیاں رگ رگ میں دوڑیں دِل کی ہر دھڑکن کے ساتھ
چاہیئے ایسی تڑپ کی زندگی یا مصطفیٰؐ

اب زِ فیضِ جلوہ اُٹھے ہیں حجاباتِ نظر
اب ہوا ہے امتیازِ بے خودی یا مصطفیٰؐ

آپ کے حالاتِ پاکیزہ پہ ہے جس کی نظر
اُس کو حاصل ہے شعورِ زندگی یا مصطفیٰؐ

آپ اب اپنے کرم سے ہوش کیجے سرفراز
آپ تک پہنچا گئی ہے بے خودی یا مصطفیٰؐ

پا لیئے ہیں آپ کے دامانِ رحمت میں مقام
ہیں یہ عاصی کیا مقدر کے دھنی یا مصطفیٰؐ

آپ پر قرباں مِرے ماں باپ میری کائنات
دیکھئے میری طرف یا سیّدی یا مُصطفےٰ

آگئے میری جبیں پر آپ کے دَر کے نقوش
مُستند میری غلامی ہو گئی یا مُصطفےٰ

آپ پر جس نے لُٹا ڈالی ہے اپنی زندگی
قدرؔ کے قابل ہے اُس کی زندگی یا مُصطفےٰ

محفل نعت شریف قدرؔ عریضی جون ۱۹۵۸ء

بحر ہزج ہشت رُکنی ۔ مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

چُھپتا نہیں وہ رِندِ وہ مستانہ نبیؐ کا
اللہ پلا دے جسے پیمانہ نبیؐ کا

اک کیفِ مُسلسل میں ہے دیوانہ نبیؐ کا
ہے دِل کی جگہ سینہ میں پیمانہ نبیؐ کا

دیوانگی ظاہر نہیں کرتا کبھی اپنی
خود دار ہو اکرتا ہے دیوانہ نبیؐ کا

کرتا ہے مُسلمان یہیں کیف میں سجدے
مسجد ہی تو در اصل ہے میخانہ نبیؐ کا

اطراف چراغ اُس کے رہا کرتے ہیں ہر دم
اِس شان کا پروانہ ہے پروانہ نبیؐ کا

تخصیص یہی بادۂ عرفاں کی ہے ترا ہد
آنکھوں سے پیا جاتا ہے پیمانہ نبیؐ کا

ہر صاحبِ ادراک ہے اِس راز سے واقف
قرآن حقیقت میں ہے افسانہ نبیؐ کا

جب دیکھتے ہیں لوگ فدائی کو نبیؐ کے
بے ساختہ کہہ دیتے ہیں دیوانہ نبیؐ کا

میخانے کے سب راز جو ہو جاتے ہیں معلوم — اُس وقت یہ دل بنتا ہے پیمانہ نبیؐ کا

کہتا ہے زمانہ جسے اسلام کی تاریخ — شبیرؓ کی سُرخی ہے وہ افسانہ نبیؐ کا

ہُشیاروں میں ہشیار ہے مدہوشوں میں مدہوش — دیوانوں میں دیوانہ ہے دیوانہ نبیؐ کا

ہر معجزہ کہتا ہے بصد حق و صداقت — ہر کام ہے در اصل حکیمانہ نبیؐ کا

چھٹ جاتے ہیں کونین اگر ہم سے تو چھٹ جائیں — دامن نہ چھٹے ہمتِ مردانہ نبیؐ کا

باطل کی ہوا دُے ہے جو بجھ جاتی ہیں یہ کشتیں — روشن انھیں کر دیتا ہے پروانہ نبیؐ کا

عادات سے اطوار سے کردار سے فوراً — پہچان لیا جاتا ہے دیوانہ نبیؐ کا

دِل کی حرکت قدر سمجھتے ہیں جسے ہم
در اصل ہے وہ سجدہ شکرانہ نبیؐ کا

محفلِ نعت شریف قدرِ عریضی — اکتوبر ۱۹۵۹ء

بحرِ ہزج ہشت رکنی ۔ مفعول ۔ مفاعیلن مفعول ۔ مفاعیلن

شوق اتنا بڑھا آخر دیدارِ محمدؐ کا — دم آگیا آنکھوں میں بیمارِ محمدؐ کا

ہر جائے ہے نظارہ آثارِ محمدؐ کا — کونین یہ ہے پرتو انوارِ محمدؐ کا

آیا ہے تکلم کا مُسلم کو سلیقہ جو — در اصل وہ صدقہ ہے گفتارِ محمدؐ کا

ظاہر یہ حقیقت ہے آیات سے قرآں کی — اللہ بھی قائل ہے کردارِ محمدؐ کا

دُنیائے نظر جس کو خورشید سمجھتی ہے — وہ تِل ہے حقیقت میں رخسارِ محمدؐ کا

مئے معرفتِ حق کی مسجد میں ہی ملتی ہے — ہر سجدہ ہے پیمانہ میخوارِ محمدؐ کا
تبلیغ کے رستہ میں تحریک کی منزل پہ — ہر فعل رہا برحق انصارِ محمدؐ کا
کس طرح نظر جائے رخسارِ محمدؐ تک — خود نور ہے جب پردہ رخسارِ محمدؐ کا

دل بھی مرا روشن ہے آنکھیں بھی مری روشن
اے قدر یہ صدقہ ہے انوارِ محمدؐ کا

محفلِ نعت شریف قدر عریضی ۲۵ اگست ۱۹۶۰ء

بحرِ رمل مثمن الارکان ۔ فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلن

باغِ دُنیا میں ہے کیا محکم نظامِ مصطفےٰؐ
مُنہ کلی کا کھل گیا لیتے ہی نامِ مصطفےٰؐ

جھومتا ہے ہر شجر سُن کر کلامِ مصطفےٰؐ
پتّے پتّے کی زباں پر ہے پیامِ مصطفےٰؐ

سجدے کرتے جائیں لیتے جائیں نامِ مصطفےٰؐ
کم سے کم اتنا کریں ہم احترامِ مصطفےٰؐ

کیا کہوں کتنے دلوں میں ہے تجلّائے رسولؐ
کیا کہوں ہے کتنے کعبوں میں مقامِ مصطفےٰؐ

لیلۃ المعراج کہتی ہے زبانِ حال سے
انبیاءؑ کی صبح سے بہتر ہے شامِ مصطفےٰ

یادِ سرور بخشتی ہے ہر نفس مجھ کو حیات
دل کو میرے جنبشیں دیتا ہے نامِ مصطفےٰ

میرا یہ ایقان ہے وہ زندۂ جاوید ہے
موت آجاتی ہے جس کو زیرِ بامِ مصطفےٰ

ہوتی جائیں گی اذانیں پڑھتے جائیں گے نماز
حشر تک قائم رہے گا یہ نظامِ مصطفےٰ

اب سمجھ میں آگیا رازِ مشیت خود بخود
انتظامِ مصطفےٰ ہے انتظامِ مصطفےٰ

ہے نفی اثبات کے ضربات کا اتنا اثر
میرے دل پہ ہوگیا کندہ کلامِ مصطفےٰ

کس جگہ اے قدرؔ انوارِ نبی ظاہر نہیں
عرش سے تا فرش ہر جا ہے مقامِ مصطفےٰ

محفلِ نعت شریف قدرِ ادب

۳۰ ستمبر ۱۹۹۶ء

بحرِ رمل ہشت رکنی ۔ فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلن

کونسی شئے ہے نہیں جس میں جمالِ مصطفےٰ
ہے یہ اعجازِ نبوّت یہ کمالِ مصطفےٰ

فہمِ انسانی سے باہر ہے کمالِ مصطفےٰ
واقفِ ماضی و مستقبل ہے حالِ مصطفےٰ

دعوتِ ذوقِ نظر دیتا ہے اہل اللہ کو
سامنے آکر بہ شانِ نو جمالِ مصطفےٰ

جزو کل دونوں میں ہے اوصاف کی یکسانیت
ہے گلستاں ساز ہر اک نونہالِ مصطفےٰ

فقابَ قوسین آشنا اِس راز سے ہیں باخبر
حرفِ وحدت ہی تو ہے واحد مثالِ مصطفےٰ

استفادہ کر کے اعجازِ رسول اللہ سے
بدر بن کر ہی رہا ہر اک ہلالِ مصطفےٰ

آنِ واحد میں بدل دیتا ہے دُنیا قلب کی
انقلابی شان سے آکر خیالِ مصطفےٰ

مصطفےٰ کا روئے انور ہی کلام اللہ ہے
آیتیں قرآن کی ہیں خط و خالِ مصطفےٰ

مرتضیٰؓ و فاطمہؓ و شبرؓ و شبیرؓ ہیں
ارضِ حق پہ چار سو چاروں جمالِ مصطفےٰؐ

یہ علیؓ مشکل کشا کے خون کی تاثیر ہے
مشکلوں میں اب بھی کام آتی ہے آلِ مصطفےٰؐ

میں رہوں کب تک رسول اللہؐ کے قدموں سے دور
جاتے جاتے مجھ کو لیتا جا خیالِ مصطفےٰؐ

ظلمتوں میں زندگی کب تک بسر کرتا رہے
قدر کی دنیا بدل دے اے جمالِ مصطفےٰؐ

محفلِ نعت جناب حکیم شریف رضوی صاحب ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۸۵ھ

بحرِ ہزجِ سالم ہشت رکنی ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

وفورِ کیف میں کہتا ہے مستانہ محمدؐ کا

میں دیوانہ محمدؐ کا ہوں دیوانہ محمدؐ کا
مسلماں کے لئے مسجد ہے میخانہ محمدؐ کا

یہیں سے مستیاں پاتا ہے مستانہ محمدؐ کا
زمانے کا ہر اک ہشیار لیتا ہے سبق اس سے
خدا جس کو بنا دیتا ہے دیوانہ محمدؐ کا

اُویسی مئے بِلالی جام سے ہر دم جو پیتا ہے
حقیقت میں وہی مومن ہے مستانہ محمدؐ کا
ہوئی ہے اس قدر مقبولیت شاہِ دو عالم کی
جسے دیکھو نظر آتا ہے دیوانہ محمدؐ کا
مئے عرفاں کے مستانوں کو درسِ کیف دیتا ہے
اَدب پینے کا سکھلاتا ہے مستانہ محمدؐ کا
اشارہ نُور کی اُنگلی کا پاتے ہی مسرت سے
بنا فوراً قمر شق ہو کے پروانہ محمدؐ کا
کھلا یہ رازِ کیفِ معرفت اہلِ بصیرت سے
پیا جاتا ہے صرف آنکھوں سے پیمانہ محمدؐ کا
کبھی اپنے چراغِ دل کو گُل ہونے نہیں دیتا
حفاظت نُور کی کرتا ہے پروانہ محمدؐ کا
تخاطب کہہ رہا ہے صاف مُزمّل کا قرآں میں
ہُوا مقبولِ ربّ ذوقِ فقیرانہ محمدؐ کا
حیاتِ جاودانی اُس کو ہاتھوں ہاتھ لیتی ہے
مدینے میں جو مر جاتا ہے دیوانہ محمدؐ کا

عبادت میں خدا کی مصطفائی کیف شامل ہے
نمازوں کا ہر اک سجدہ ہے پیمانہ محمدؐ کا

جہاں اصحابِ صفہ بادۂ توحید پیتے تھے
وہی ہے اصل میں مخصوص میخانہ محمدؐ کا

تصور میں رسول اللہؐ کی دہلیز ہے شاید
ہے کتنی دیر سے سجدے میں دیوانہ محمدؐ کا

وجود اُس کا ہزاروں غم کے ماروں کا سہارا ہے
جبھی تو قدر کے قابل ہے دیوانہ محمدؐ کا

محفلِ نعت شریف مجلسِ غوث اعظمؓ منعقدہ ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ سنیچر ۳ اپریل ۱۹۶۶ء

بحرِ ہزج ہشت رکنی۔ فاعلن مفاعیلن۔ فاعلن مفاعیلن

ایک دِن جو ہوتا ہے مہماں محمدؐ کا
چھوڑتا نہیں وہ پھر آستاں محمدؐ کا

ذِکر قلب کرتا ہے جاوداں محمدؐ کا
ہے تصورِ سر میں آستاں محمدؐ کا

جلوۂ مقدس ہے ضوفشاں محمدؐ کا
اِس لئے منور ہے آستاں محمدؐ کا

مُنہ پر اپنے مَلتی ہے خاک آستانے کی
جھاڑتی ہیں جو پلکیں آستاں محمدؐ کا

معرفت کی دُنیا میں بعد کعبۂ حق کے
ہے طواف کے قابل آستاں محمدؐ کا

ذوقِ سجدہ ریزی کی آخری تمنا ہے
خود جبین بن جائے آستاں محمدؐ کا

دِل میں گنبدِ خضرا کا خیال آتے ہی — پھر گیا نگاہوں میں آستاں محمدؐ کا

با جماعت اہلِ دل سر یہاں جھکاتے ہیں — بن گئی ہے ہر مسجد آستاں محمدؐ کا

سر کو کھینچ لیتے ہیں نقشِ پا محمدؐ کے — دِل کو کھینچ لیتا ہے آستاں محمدؐ کا

ناز سجدے کرتے ہیں فرض کی ادائی پر — ہے جبیں نواز ایسا آستاں محمدؐ کا

گوہر اشک کے قرباں صدق دل سے کرتی ہے — چومتی ہیں جو آنکھیں آستاں محمدؐ کا

سرزمینِ طیبہ کے ذرّے سب ستارے ہیں — آسمانِ ارضی ہے آستاں محمدؐ کا

مخزنِ طریقت ہے حجرۂ شہِ بطحا — مصدرِ شریعت ہے آستاں محمدؐ کا

جلوہ پاش ہے پیہم جب تو گنبدِ خضرا — نور کا خزانہ ہے آستاں محمدؐ کا

جانثار ایسے ہیں آج بھی محمدؐ کے — آنسوؤں سے دھوتے ہیں آستاں محمدؐ کا

عاشقِ حقیقی سے پوچھو اِس حقیقت کو
کیوں ہے قدر کے قابل آستاں محمدؐ کا

محفلِ نعت سرورِ کائنات منعقد کردہ رضا صاحب ابہ قیہ قافیہ

بتاریخ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ

بحرِ رمل مثمن الارکان ۔ فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلن

خود فرشتے وقت پر آتے تھے سوئے مصطفےٰ
آبِ کوثر لاتے تھے بہرِ وضوئے مصطفےٰ

اس لئے چمکا ہوا رہتا تھا روئے مُصطفٰےؐ
نور کے پانی سے ہوتا تھا وضوئے مُصطفٰےؐ

آب بارِ دینِ برحق نور پاشِ کائنات
ہر صلوٰۃِ سرورِ دیں ہر وضوئے مُصطفٰےؐ

ہر مسلماں پاک ہو جاتا ہے دن میں پانچ وقت
در حقیقت ہے یہ فیضانِ وضوئے مُصطفٰےؐ

حکمِ حق لائے ہیں اور حیراں ہیں جبریلؑ امیں
اللہ اللہ دیکھ کر شانِ وضوئے مُصطفٰےؐ

آ گئے ہم کو نمازوں کی طہارت کے اُصول
ہے مؤثر کتنا فیضانِ وضوئے مُصطفٰےؐ

حق سے دِلوائے گا دس دس لاکھ عاصی کو نجات
حشر میں ہر قطرۂ آبِ وضوئے مُصطفٰےؐ

ہیں برابر وزنِ میزانِ عمل میں قدر تا
سو نبیوں کی عبادت اک وضوئے مُصطفٰےؐ

پھر گئی لوٹے کی ٹوٹی سوئے کعبہ خود بخود
ہے وضو کا درس اعجازِ وضوئے مُصطفٰےؐ

اس کی عظمت کو بشر پہچان سکتا ہی نہیں
جانتا ہے ربّ فقط قدرِ وضوئے مُصطفٰےؐ

ردیف (ب)

محفلِ نعت شریف جناب کاتب صاحب ۱۳۳۹ ف

بحر رمل ہشت رکنی ۔ فاعلاتن ۔ فعلاتن ۔ فعلاتن ۔ فعلن

واہ کیا شان ہے اے صلِّ علیٰ شانِ عرب
یہی زیبا تھی عرب کو یہی شایانِ عرب

قابلِ دید ہے کیا شانِ گلستانِ عرب
فوقیت خلد پہ رکھتے ہیں بیابانِ عرب

نہ ہوا آنکھ جھپکنے کا بھی وقفہ اے دل
عرش پر جا کے پھرے جب شہِ ذیشانِ عرب

اِسی باعث بنے مسجودِ ملائک آدمؑ
رُخ پر ان کے تھا جمالِ رُخِ سُلطانِ عرب

نحنُ اقرَبُ کا ملے عشقِ محمدؐ میں مزا
ہو گریباں سے جو ملحق مرے دامانِ عرب

دَولتِ حُبِّ محمدؐ سے ہیں یوں مُستغنی
شانِ سلطان کی رکھتے ہیں گدایانِ عرب

قدرِ اب حُبِّ نبیؐ میں ہے چراغِ سحری
دے مدد آ کے اُسے شمعِ شبستانِ عرب

نعتِ سرورِ کائنات بہ طرحِ غزلِ جگر مراد آبادی ۱۹۵۶ء

بحرِ متدارک ہشت رُکنی۔ فعلن فعلن فعلن۔ فع

سب کو ہے تیری ضو کی طلب
ماہِ مدینہ مہرِ عرب

ہے یہ تری بعثت کا سبب
بن گئے انساں انساں سب

اے شہِ بطحا فخرِ عرب
ایک نظر ہم پر بھی اب

ذکر ترا تنظیمِ حیات
یاد تری رحمت کا سبب

فرضِ شعورِ مومن ہے
تیری تمنا تیری طلب

اے مدنی اُمّی لقبی
روحِ روانِ علم و ادب

تیرے عمل کے پرتو ہیں
فکر و نظر تہذیب و ادب

ایک فسانے کے دو جُز
تیری تجلّی جلوۂ رب

سارے بنیوں سے ملحق
تیرا حسب اور تیرا نسب

ناز کے قابل تجھ سے نیاز
قدر کے قابل تیری طلب

ردیف (ت)

محفلِ نعت شریف جناب سیف حموی صاحب منعقدہ ۱۶ دسمبر ۱۹۵۶ء

بحرِ رمل شش رکنی۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلات

مصطفےٰ کی ہر صفت خیر الصفات
ہر کلامِ مصطفےٰ درسِ حیات

رکھتے ہیں دہلیزِ احمدؐ پر جبیں
خود بدل جاتی ہے تقدیرِ حیات

بیش، بہر دم لے کے نامِ مصطفےٰ
کر رہا ہوں پھر سے تعمیرِ حیات

لیتے ہیں بے ساختہ نامِ رسول
حد سے بڑھ جاتی ہے جب فکرِ حیات

تیرے قرباں سوزِ عشقِ مصطفےٰ
تجھ سے روشن ہے مری شمعِ حیات

یا محمدؐ کہتے ہی نکلے جو دم
ہے وہی دراصل معراجِ حیات

مر کے دیکھو مصطفےٰ کی یاد میں
موت بن جاتی ہے عنوانِ حیات

ہو گئے ہم مصطفےٰ کے ہو گئے
ہو گئی تکمیلِ منشائے حیات

جی رہا ہوں رہ کے طیبہ سے جو دور
در حقیقت ہے یہ توہینِ حیات

ہے حیاتِ مصطفےٰ پر جو فدا
پوچھو اس سے رازِ عرفانِ حیات

بڑھ گئی ہے جب سے یادِ مصطفےٰ
بڑھ گیا کچھ اور معیارِ حیات

مصطفےٰ پر مرنے والے شخص کو
ملتی ہے ہر روز اک تازہ حیات

ہو رہا ہے یوں مدینے کا سفر
آگے ہیں ہم پیچھے پیچھے ہے حیات

یادِ پیہم سے رسول اللہ کی
قدر کے قابل ہیں لمحاتِ حیات

ردیف (د)

نعت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم یہ ذوقِ طبع ۔ مورخہ اپریل ۱۹۵۴ء

بحرِ رمل سالم مثمن الارکان ۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

غیب سے ہو جائے پیدا ایسی صورت یا محمدؐ
ہو میسّر آپ کا عرفانِ اُلفت یا محمدؐ

اس لئے کرتا ہے دل خود اپنی عظمت یا محمدؐ
آپ ہیں دل میں بہ عنوانِ محبت یا محمدؐ

ہم سمجھ لیں اس حقیقت کی حقیقت یا محمدؐ
ہو عطا ہم کو شعورِ دردِ اُلفت یا محمدؐ

آپ کی یادِ مبارک کا تسلسل اس قدر ہو
سانس لینے کی بھی حاصل ہو نہ فرصت یا محمدؐ

اس لئے تو دل غنی میرا کرم سے آپ کے ہے
آپ ہی نے کی عطا اُلفت کی دولت یا محمدؐ

دیتی ہے اپنی نمک خواری کی عزت اُمتی کو
آپ کے روئے منوّر کی ملاحت یا محمدؐ

اب اویسی اور بلالی شان اس میں آگئی ہے
میری فطرت اب نہیں ہے میری فطرت یا محمدؐ

ہے مرا ایقان اس پہ ہے مرا ایمان اس پہ
آپ سے بھی ہے مری شہ رگ کو قربت یا محمدؐ

آپ ہی کی یاد میری زندگی کا ہے سہارا
جی رہا ہوں میں فقط اس کی بدولت یا محمدؐ

ہے یہ حسرت آخری حسرت کہ حاصل قدرؔ کو ہو
آپ کی چوکھٹ پہ مرنے کی سعادت یا محمدؐ

محفلِ نعت رسولِ اکرمؐ قدرؔ عریضی منعقدہ ۲۵ جولائی سنہ ۱۹۵۶ء

بحرِ ہزج ہشت رکنی مفعول۔ مفاعیل۔ مفاعیل۔ فعولن

آئینِ مشیت کا ہے کردارِ محمدؐ
اک راز ہے فطرت کا ہر کارِ محمدؐ

اس دھن میں ہے اب طالبِ دیدارِ محمدؐ
دیکھے جدھر آئیں نظر انوارِ محمدؐ

کیا جانے گا انساں کوئی معیارِ محمدؐ
اللہ پہ ہیں منکشف اسرارِ محمدؐ

اُلفت ہے مجھے حسنِ ملیح شہِ دیں سے
نازاں ہوں کہ میں بھی ہوں نمکخوارِ محمدؐ

بن جاتا ہے انسان وہ معمارِ زمانہ
جس پر بھی پڑے سایۂ دیوارِ محمدؐ

جب تک وہ ہوا گنبدِ خضرا کی نہ کھائے
اچھا نہیں ہوتا کبھی بیمارِ محمدؐ

نظروں میں صلاحیتِ دیدار اگر ہو
کونین کی ہر شئے میں ہیں انوارِ محمدؐ

غنچے ہیں ولی، قطب ہیں گل، نخل ائمہ
اس شان کا گلزار ہے گلزارِ محمدؐ

اِسلام کی فطرت میں اُبھرنا ہے بہر حال
مٹ سکتے نہیں حشر تک آثارِ محمدؐ

آسانی سے وہ سو اس کے دھوکے میں آجائے
غافل نہیں اِتنا بھی طلب گارِ محمدؐ

درد اپنا میں اس واسطے ظاہر نہیں کرتا
دُنیا نہ سمجھ لے کہیں بیمارِ محمدؐ

حیرت ہے کہ بندے میں خدا میں ہے رقابت
میں بھی ہوں خُدا بھی ہے طلبگارِ محمدؐ

سب توڑ لئے دانت اویسِ قرنی نے
اللہ رے معیارِ طلبگارِ محمدؐ

اے قدرؔ ہوئی فتحِ مُبیں حق کو نہیں پر
کعبہ ہے حقیقت میں علمدارِ محمدؐ

محفلِ نعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قدرؔ عُریضی منعقدہ ۲۳ مئی ۱۹۵۸ء

بحرِ متقارب سالم ہشت رکنی۔ فعولن۔ فعولن۔ فعولن فعولن

زباں کھولتا ہوں۔ بنامِ محمدؐ
ہے مقصودِ ذہنی سلامِ محمدؐ

ہے طالب اسی کا غلامِ محمدؐ
نکل جائے دم زیرِ بامِ محمدؐ

ہے اک معجزہ احترامِ محمدؐ
ادب خود سکھاتا ہے نامِ محمدؐ

خدا کی قسم ہے وہ معراجِ سالک
جو ہو انکشافِ مقامِ محمدؐ

علیؑ فاطمہؑ یوں ہیں اجزا انہی کے
یہ صُبحِ محمدؐ وہ شامِ محمدؐ

احادیث سُننے سے تھکتا نہیں دل
ہے کچھ ایسا دل کش کلامِ محمدؐ

ملی حسبِ ظرفِ عمل سب کو نعمت
ہے کیا اہتمام، اہتمامِ محمدؐ

خدا کی خدائی میں تم لاکھ ڈھونڈو — نہیں ملتی تشبیہِ نامِ محمدؐ

ہے قرآن مجید میں مثلِ قرآں میں ہوں — یہ کہتی ہے طرزِ کلامِ محمدؐ

مئے معرفت ہم پیئے جا رہے ہیں — بدستِ علیؑ و بجامِ محمدؐ

صدا دل سے آتی ہے صلِّ علیٰ کی — زباں سے نکلتے ہی نامِ محمدؐ

قعودِ نبیؐ قاعدہ دو جہاں کا — قیامِ دو عالم قیامِ محمدؐ

کئے جا رہی ہے دلِ قدرؔ روشن
ضیائے رُخِ نورِ قامِ محمدؐ

محفلِ نعت محبوبِ کبریا بزمِ عید منعقدہ ۲۰ رمضان ۱۳۸۶ھ

بحرِ ہزج مسدس رکنی۔ مفاعیلن مفاعیلن فعولن

مشامِ جاں ہے خوشبوئے محمدؐ — نظر افروز ہے روئے محمدؐ

بلاتی جاتی ہے سوئے محمدؐ — ضیائے نیّرِ روئے محمدؐ

لرزتا ہے رضا جوئے محمدؐ — جو تن جاتی ہے ابروئے محمدؐ

ہے دل میں جلوہ گر روئے محمدؐ — نگاہوں میں ہے ابروئے محمدؐ

ہیں سب آیات خط و خالِ احمدؐ — کلام اللہ ہے روئے محمدؐ

نظر پر اپنی، خود آنکھیں ہیں قرباں — نظر میں جب سے ہے روئے محمدؐ

بنی ہیں عرش پر وہ قابَ قوسین — ملیں جب ہر دو ابروئے محمدؐ

شبِ معراج حق نے خود کو دیکھا | درونِ مرئیتہ روئے محمدؐ
سجا ہے عرش کا آئینہ خانہ | برائے رویتِ روئے محمدؐ
منوّر ہو گئی ہے اب جو محفل | ہے فیضِ جلوۂ روئے محمدؐ
بُلایا اس لئے رب نے سرِ عرش | محمدؐ دیکھ لیں روئے محمدؐ
ہے پیشانی نبیؐ کی لوحِ محفوظ | قلم حق کا ہے ابروئے محمدؐ

ہے قابو میں زباں اے قدرِ جب تک
کئے جا مدحتِ روئے محمدؐ

ردیف (ر)

محفل نعت شریف جناب سیف حموی صاحب منعقدہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ

بحرِ مضارع مثمن الارکان۔ مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات

جینا محال ہے مرا ایسا کئے بغیر | یادِ رسولِ پاک میں تڑپا کئے بغیر
اُس در پہ جس کو ہے درِ خیر الوریٰ سے ربط | جھکتا ہے سر خود اپنا ارادہ کئے بغیر
رہتے ہیں جو تصوّرِ روئے رسولؐ میں | آنکھیں وہ کھولتے نہیں پردہ کئے بغیر
آنکھوں کو میری چین ہی آتا نہیں کبھی | نظریں رُخِ رسولؐ پہ صدقہ کئے بغیر
بلواتے ہیں جنھیں شہِ کونین اپنے پاس | طیبہ پہنچتے ہیں وہ ارادہ کئے بغیر
آتی ہے اپنی سانس نہ جاتی ہے اپنی سانس | یادِ رُخِ رسولؐ کو سجدہ کئے بغیر

آقا مری حیات کا مقصد ہے نا تمام
ربطِ نیاز آپ سے پیدا کئے بغیر

کہتے ہیں حسن کو عشقِ رسولِ کریمؐ کا
وہ چھوڑتا نہیں کبھی اپنا کئے بغیر

رستہ نہ کر سکوں گا میں طیبہ کا قدرؔ طے
ہر اک قدم پہ جھوم کے سجدہ کئے بغیر

محفلِ نعت شریف بزمِ حسان منعقدہ ۳۰ ستمبر ۱۹۵۹ء

بحرِ مضارع مثمن الارکان۔ مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات

مازاغ کے فیوض کا ہے یہ اثر حضور
ہر اک غلام آپ کا ہے دیدہ ور حضور

بخشیں نظر کو ایسا شعورِ نظر حضور
دیکھوں جدھر دکھائی دے طیبہ ادھر حضور

رویت کا آپ کی ہوا ایسا اثر حضور
میری نظر نہیں رہی، میری نظر حضور

دونوں چراغ آپ کے دربار ہی کے ہیں
دنیا جنہیں سمجھتی ہے شمس و قمر حضور

کونین میں ہمارا ٹھکانہ کہیں نہیں
در چھوڑ کر ہم آپ کا جائیں کدھر حضور

حسانؓ ہو بلالؓ ہو سلمانؓ ہو یا اویسؓ
ہر حال میں فدا ہے سب آپ پر حضور

جینے میں آرہا ہے مجھے اس قدر مزا
یاد آرہے ہیں آپ مجھے جس قدر حضور

چھائے ہے دل و دماغ پہ یوں آپ کا خیال
میں اپنے آپ سے بھی ہوں بے خبر حضور

واللہ نہیں مذاقِ سخن ہی پہ انحصار
دنیا بدل دیں قدرؔ کی چاہیں اگر حضور

ردیف (س)

محفلِ نعت شریف جناب سیف الدین صاحب سیف شرفی منعقدہ ۱۹۵۴ء

بحرِ رمل ہشت رکنی۔ فاعلاتن۔ فعلاتن۔ فعلاتن۔ فعلات

ر لے جائے وہ کیا احمدِ مختار کے پاس
ند اشکوں کے سوا کیا ہے گنہگار کے پاس

یا نبیؐ زادِ عمل کچھ نہیں نادار کے پاس
شرم آنے نہیں دیتی اُسے سرکار کے پاس

ں گئے دونوں جہاں میں یہ سمجھ لوں گا حضور
لے دو گز جو زمیں آپ کی دیوار کے پاس

مئے ہجرِ نبوی آنکھوں میں ہے صورتِ اشک
اب بھی دو ساغرِ لبریز ہیں میخوار کے پاس

ہے یہ سرکارِ دو عالم کے تصور کا اثر
غفلتیں آ نہیں سکتیں دلِ بیدار کے پاس

عام اب دیدِ محمدؐ کی ہے ہونے والی
یہ خبر آئی ہے اک طالبِ دیدار کے پاس

شافعِ حشر ہی صرف اُس کو ہٹا سکتے ہیں
بھیڑ اتنی ہے گناہوں کی گنہگار کے پاس

ایک یوسفؑ تو کجا سیکڑوں یوسفؑ کے جمال
ہیچ ہیں روئے محمدؐ کے پرستار کے پاس

مطمئن قدرؔ ہے صرف اس لئے یا شاہِ اُمم
یاد ہے آپ کی اُس کے دلِ بیمار کے پاس

ردیف (ض)

محفلِ نعت شریف جناب سید سیف الدین صاحب سیف شرفی منعقدہ سنہ ۱۹۵۴ء

بحرِ مضارع ہشت رکنی۔ مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات

کیوں پھر رہے ہو کرتے ہر اک خود نما سے عرض
تم مصطفیٰ کے ہو تو کرو مصطفیٰ سے عرض

یوں کر رہا ہوں حال رسولِ خدا سے عرض
پُر درد جیسے کرتا ہے درد آشنا سے عرض

ہر چیز چھوڑ دیجے وسیلہ نہ چھوڑیئے
کیجے خدا سے پہلے رسولِ خدا سے عرض

ہیں دردِ حبِّ رسولِ کریمؐ ہے
کر دیں ہم اس کو گر کسی نا آشنا سے عرض

...رمائیے مدد مری فرمائیے مدد
خیرالوریٰ سے عرض ہے خیرالوریٰ سے عرض

...ں قابل اپنے منہ کو تو پہلے بنائیے
پھر بعد کیجے آپ رسولِ خدا سے عرض

...رنت کو جس کے ناز اُٹھانے پہ ناز ہو
کر حال اپنا ایسے شہِؐ دوسرا سے عرض

...اک قدم پہ ہو مرے سجدوں کی رہبری
ہے یہ نقوشِ پائے حبیبِؐ خدا سے عرض

تو نبیؐ کے فیض سے رکھتے ہیں دل غنی
حاجت کے بندے کرتے ہیں حاجت روا سے عرض

ہو جائے اک نگاہِ کرم میرے حال پر
کرتا ہے قدرؔ اتنی حبیبِؐ خدا سے عرض

(ردیف (ط)

محفلِ نعت شریف جناب سید سیف الدین صاحب سیفؔ اشرفی منعقدہ ۱۹۵۴ء

بحرِ مضارع مثمن الارکان ۔ مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات

ہے میرے سر کو یوں درِ سرور سے ارتباط

نظروں کو جیسے ہوتا ہے منظر سے ارتباط

ہر قطب ہر ولی کو ہے حیدرؓ سے ارتباط

ہر معرفت کے گھر کو ہے اِس گھر سے ارتباط

رہتا تھا سر پہ آپ کے سایہ بنا ہوا

سایے کو اتنا تھا قدِ سرورؐ سے ارتباط

ہے درسِ صبر اُمتِ عاصی کے واسطے

فاقہ اور اُس پہ پیٹ کا پتھر سے ارتباط

یوں ہیں ہماری چشم میں اشکِ غمِ نبیؐ

جیسے صدف کو ہوتا ہے گوہر سے ارتباط

تھامے ہوئے ہیں دامنِ سرورؐ کو سب غلام

ان کا نہیں ہے داورِ محشر سے ارتباط

مجھ کو تڑپ میں اس لئے آنے لگا مزا

یادِ نبیؐ کو ہے دلِ مضطر سے ارتباط

یہ زاہدوں کے واسطے عبرت کا ہے مقام

ہے عاصیوں کو شافعِ محشرؐ سے ارتباط

عظمت میں بڑھ گیا ہے ہر اک نخلِ خلد سے
جتنا نہ پا کے بہشتِ پیمبر سے ارتباط
اتنا ہی قدر ہوتا ہے کیف ان کو سرفراز
جتنا ہو جن کو ساقیِ کوثر سے ارتباط

ردیف (ظ)

محفلِ نعت شریف جناب سیّد سیف الدین صاحب سیف شرقی منعقدہ ۱۹۵۴ء

بحر متقارب سالم مثمن رکنی۔ فعولن فعولن فعولن فعولن

یہ دو ایک سے اک سوا ہیں محافظ
ہے حافظ خدا مصطفےٰ ہیں محافظ

اندھیرے میں بدر الدجیٰ ہیں محافظ
اُجالے میں شمس الضحےٰ ہیں محافظ

غلاموں کے سجدے نہیں ہوں گے ضائع
محمد کے جب نقشِ پا ہیں محافظ

شفاعت سے واللہ ہم مطمئن ہیں
جب اپنے شفیع الورا ہیں محافظ

خدا کی حفاظت مُسلم ہے لیکن
محمد خدا کے سوا ہیں محافظ

جو دیتے ہیں جان اپنی حکمِ نبی پر
اُنھیں کے رسولِ خدا ہیں محافظ

ہیں صبح و مسا جن کا پڑھتا ہوں کلمہ
وہی میرے صبح و مسا ہیں محافظ

خدا ہے محافظ رسولِ خدا کا
ہمارے رسولِ خدا ہیں محافظ

مجھے خوف کیا قدر دونوں جہاں کا
بہر حال جب مصطفےٰ ہیں محافظ

ردیف (ع)

محفلِ نعت شریف جناب سید سیف الدین صاحب سیف شرفی منعقدہ ۱۱؍ اگست ۱۹۵۱ء

بحرِ مضارع ہشت رکنی۔ مفعول فاعلات۔ مفاعیل فاعلات

طیبہ سے آنے والی ہے دعوت کی اطلاع
دل نے سنائی ہے یہ مسرت کی اطلاع

کیوں دیں نبیؐ کو اپنی محبت کی اطلاع
اعمال خود ہی دیتے ہیں نیت کی اطلاع

کفار حالِ شقِ قمر سن کے دنگ ہیں
حیرت میں ڈال دی انھیں حیرت کی اطلاع

قرآں میں حدیث میں کچھ فرق ہی نہیں
ہر بات مصطفےٰ کی ہے قدرت کی اطلاع

اللہ رے ثبوتِ رسالت کا انتظام
دی ہے شجر حجر نے رسالت کی اطلاع

لوٹا ہے اک اشارۂ انگشتِ پاک سے
سورج نے دی رسولؐ کی قدرت کی اطلاع

تھا وقتِ آخر آپؐ کے لب پر جو اُمتی
دی یوں نبیؐ نے اپنی معیّت کی اطلاع

خُدّامِ مصطفےؐ کو گناہوں کا خوف کیا
جب ان کو مل چکی ہے شفاعت کی اطلاع

اے قدرؔ دی خدا نے رسولِ کریمؐ کو
تکمیلِ دین و تمّتِ نعمت کی اطلاع

(ردیف : ق)

محفلِ نعت شریف جناب سید سیف الدین صاحب سیف شرفی منعقدہ ۱۹۵۴ء

بحرِ رمل ہشت رکنی ۔ فاعلاتن ۔ فعلاتن ۔ فعلاتن ۔ فعلات

دے خدا پیروی احمدِ مختار کا شوق
ہر مُسلمان کو ہو خوبیٔ کردار کا شوق

حق پرستی ہے ہر اک حق کے طرفدار کا شوق
کیوں غلاموں کو نہ ہو اسوۂ سرکارؐ کا شوق

دل ہے کعبے کی طرف آنکھیں مدینے کی طرف
دیکھو دیدارِ محمدؐ کے طلبگار کا شوق

ہم کو حسرت ہے کہ گلیوں میں مدینے کی پھریں
اور ہیں وہ ہے جنھیں مصر کے بازار کا شوق

وقتِ رحلت بھی محمدؐ نے ادا کی ہے نماز
وقفِ طاعت ہی رہا سیدِ ابرارؐ کا شوق

ہیں مدینے میں خیالات مرے ہیں ہوں یہاں
کس قدر اوج پہ ہے قوتِ افکار کا شوق

آپ ہی چاہیں تو کر سکتے ہیں پورا اُس کو
یا نبیؐ ہے جو مجھے آپ کے دیدار کا شوق

نقشِ پائے شہِ کونینؐ کی ہر وقت تلاش
ہے بہت کام کی دُھن ہے بڑے معیار کا شوق

آپ کے قدموں پہ دم نکلے رسولِ عربیؐ
ہے یہی ایک تڑپتے ہوئے بیمار کا شوق

سب کو مل سکتی نہیں نعتِ نبیؐ کی دولت
نعمتِ خاص ہے مدحِ شہِ ابرار کا شوق

کبھی ہوتا ہی نہیں یادِ نبی سے غافل
کتنا بیدار رہے میرے دلِ بیدار کا شوق

کیوں نہ میں قدر لکھوں مدحِ رسولِ عربیؐ
جبکہ داخل مری فطرت میں ہے اشعار کا شوق

ردیف (ل)

محفل نعت شریف جناب سید سیف الدین صاحب سیف سرفی ۱۹۵۴ء

بحرِ ہزج سالم ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن ۔ مفاعیلن

متاعِ دین و دُنیا ہے ولائے احمدِ مرسل
یہی سمجھا ہوا ہے ہر فدائے احمدِ مرسل

ازل ہی سے شرف ہے یہ برائے احمدِ مرسل
رہے ہیں انبیاءؑ زیرِ لوائے احمدِ مرسل

گنہگاروں کو اپنا مُنہ چھپانے ہے بہت کافی
رِدائے سیدہ ہو یا رِدائے احمدِ مرسل

مددگار و معاون بیکسوں کا بے سہاروں کا
نظر آتا نہیں کوئی سوائے احمدِ مرسل

مِٹانے سے حقایق مِٹ نہیں سکتے قیامت تک
فضاؤں میں ابھی تک ہے صدائے احمدِ مرسل

لگا لوں اُس کو آنکھوں میں، مَلوں میں اُس کو چہرے پر
اگر مل جائے مجھ کو خاکِ پائے احمدِ مرسل

مرا ایقان ہے اِس پر مرا ایمان ہے اس پر
ہے رب نا آشنا نا آشنائے احمدِ مرسل

طیور، اشجار، حیواں، سنگ ریزوں نے گواہی دی
خدا کی ہے خدائی ہمنوائے احمدِ مرسل

ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا لَا تَخَفْ سے صاف یہ ظاہر
رضائے حق تعالیٰ ہے رضائے احمدِ مرسل

وہ کپڑا در حقیقت عرش کے پردے کا کپڑا ہے
بنا ہے جو کہ پیوندِ ردائے احمدِ مرسل

جبیں کو قدر کی یا رب شرف سجدوں کا حاصل ہو
نظر آ جائے اس کو نقشِ پائے احمدِ مرسل

محفلِ نعتِ شریف مجلسِ غوث الثقلین منعقدہ ۲۰ جون ۱۹۵۶ء

بحرِ رمل مثمن الارکان۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن فاعلات

سجدہ گاہِ عاشقاں نقشِ کفِ پائے رسولؐ
عینِ ایماں حاصلِ طاعت تولائے رسولؐ

کعبۂ مقصودِ انسانی تمنائے رسولؐ
قلب ہائے دردمندانِ جہاں جائے رسولؐ

زندگی مومن کی ہے اک امتحانی زندگی
موت کی آغوش میں پلتا ہے شیدائے رسولؐ

ایک آئینے کے دو رُخ ہیں خدا و مُصطفےٰ
ہے وہی منشائے قدرت جو ہے منشائے رسولؐ

حُسنِ مطلق کی حقیقت سے وہی آگاہ تھے
رات دِن جو دیکھتے تھے روئے زیبائے رسولؐ

وہ ضیا پھیلی، وہ روشن ہو گیا میدانِ حشر
وہ نظر آنے لگے انوار، وہ آئے رسولؐ

آ رہی ہے اس لئے رہ رہ کے یادِ مُصطفےٰ
ہے مرے دل کے مقدر میں تمنّائے رسولؐ

صاف ظاہر ہے مدینے کی زمیں کا امتیاز
جبکہ ہیں زینت دہِ عرشِ بریں پائے رسولؐ

اس قدر ہیں قوتیں ایمان کی حاصل اُسے
جس کے دل میں جس قدر بھی ہے تمنّائے رسولؐ

آرزو یہ ہے الٰہی خونِ صالح کے عوض
ہو ہمارے سر کی شریانوں میں سودائے رسولؐ

نورؔ کی ہے آخری منزل مقامِ مصطفےٰؐ
حق تو یہ ہے حلقہ وحدت میں ہے جائے رسولؐ

ذرّے ذرّے کو مدینے کے نہایت شوق ہے
اپنی آنکھوں میں جگہ دیتا ہے شیدائے رسولؐ

وہ مسلماں حافظِ روحِ کلام اللہ ہے
رات دن وِردِ زباں ہیں جس کے اسمائے رسولؐ

قدرؔ چل ان کی معیّت میں مدینے کی طرف
دِل میں یادِ مصطفےٰؐ ہے سر میں سودائے رسولؐ

محفلِ نعت شریف قدرؔ عُریضی

ربیع الاول ۱۳۷۷ھ

بحرِ رمل ہشت رُکنی ۔ فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلات

آپ نے بخشی جو نسبت کی نشانی یارسولؐ
زندگانی بن گئی اب زندگانی یارسولؐ

ہو رہا ہے یوں ادا فرضِ لسانی یارسولؐ
کر رہی ہے چشم، دل کی ترجمانی یارسولؐ

پاؤں جس پانی سے دھویا آپ نے وہ دیں مجھے
پینے والے اور ہیں زم زم کا پانی یارسولؐ

ماہ کو شق کر کے اور لوٹا کے حکماً مہر کو
آپ نے بدلا نظامِ آسمانی یا رسولؐ

آپ کے احکام سے غفلت کا یہ انجام ہے
ٹھوکروں میں موت کی ہے زندگانی یا رسولؐ

آپ ہم کو جلوے دکھلا ہی رہے ہیں دن بہ دن
رہ گئی موسیٰؑ کی حد تک لن ترانی یا رسولؐ

ہے یہ منشا آپ کی تخییل کے پھیلاؤ کا
مختصر ہو جائے میری زندگانی یا رسولؐ

قدر کی گویائی میں فرق آ رہا ہے اس لئے
مل رہا ہے آپ سے فیضِ لسانی یا رسولؐ

ردیف (م)

محفلِ نعتِ شریف تاج القرا جناب تاج فاروقی صاحب منعقدہ ۳ محرم ۱۳۶۷ھ

بحرِ مضارع ہشت رکنی مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

حُبِّ رسولؐ میں جو ارادہ کریں گے ہم
اس کو خدا کے فضل سے پورا کریں گے ہم

فکرِ نبیؐ کا راز نہ افشا کریں گے ہم
پردے کی بات پردے میں کہا کریں گے ہم

جب بھی پڑھیں گے مصحفِ روئے رسولِ پاک
سجدے کے ہر مقام پہ سجدہ کریں گے ہم

تقلید یوں کریں گے صحابہ کے فعل کی
ماں باپ کو رسول پہ قرباں کریں گے ہم

اے دردِ حبِّ سرورِ دیں شکر کے سوا
مر جائیں گے زباں سے نہ شکوہ کریں گے ہم

مدحِ نبی کرے گی اثر جب زبان پر
اعجاز بات بات میں پیدا کریں گے ہم

ہم کو فقط اطاعتِ سرورؐ سے کام ہے
جیسا رسولؐ چاہیں گے ویسا کریں گے ہم

اس طرح طے کریں گے رہِ حبِّ مصطفےٰؐ
ہر اک قدم پہ شکر کا سجدہ کریں گے ہم

واللہ ایک جلوۂ حسنِ رسولؐ پر
سو بار ہر نگاہ کو صدقہ کریں گے ہم

اک روز مر ہی جائیں گے ہجرِ رسولؐ میں
اے قدر اور اس کے سوا کیا کریں گے ہم

محفلِ نعت شریف جناب سید سیف الدین صاحب سیف شرفی منعقدہ ۱۹۵۴ء

بحر مضارع ہشت رکنی مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات

لکھتے ہیں پیشِ نامِ محمدؐ خدا کا نام — کیا ابتدا کا نام ہے کیا انتہا کا نام

ہے فکرِ مصطفیٰ جو مرے مدعا کا نام — ذکرِ رسولِ پاک ہے میری دعا کا نام

بے ساختہ لیا جو کسی نے خدا کا نام — میری نظر میں پھرنے لگا مصطفیٰ کا نام

کہتے ہیں جس کو روحِ رواں کائنات کی — ہے وہ ہوائے روضۂ خیر الوریٰ کا نام

جو ہو نہ فیضِ روحِ بلالی سے فیض یاب — معلوم کیا ہو اُس کو حقیقی وفا کا نام

فیضان ہے حیاتِ نبیؐ کا یہ اصل میں — موجود ہے جہاں میں جو اب تک بقا کا نام

اللہ پاک کی قسم اللہ پاک کو — ہر نام سے عزیز ہے خیر الوریٰ کا نام

اُن کے لئے جو مرتے ہیں یادِ رسولؐ میں — ہے رہبرِ حیاتِ دوامی قضا کا نام

قدرت بنائے جس کو مدینے کی خاک سے — ہے عرشِ عشق اُس دلِ درد آشنا کا نام

بڑھ جاتی ہے زبان کی کیا قدر و منزلت
دل سے زباں پہ آتا ہے جب مصطفیٰ کا نام

محفلِ نعت شریف مجلسِ غوث الثقلین منعقدہ ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۳۷۶ھ

بحرِ صوت الناقوس مسمط چہار خانہ۔ فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن

آج ہے گھر گھر نعتِ پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم
آج ہے گھر گھر مدحتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم

ہے یدِ قدرت دستِ پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم
قوتِ حق ہے قوتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم

سامنے رکھ حالاتِ پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم
اور لکھے جا مدحتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم

آنکھ سے پردے اٹھ جاتے ہیں جلوے نظر ہر سو آتے ہیں
آتے ہی یادِ صورتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم

شرح و بیاں کی حد سے باہر کون و مکاں کی حد سے ہے باہر
کیا کہوں کیا ہے نسبتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم

سورج لوٹا چاند ہوا شق جس پہ نظر کی دی اسے رونق
سبحان اللہ قدرتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم

کیا کہوں وہ کیسے انساں تھے انسانوں کی روحِ رواں تھے
تھی جنہیں حاصل صحبتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم

جن و ملک حیوان اور انسان چشمِ کرم سب پہ ہے یکساں
عام ہے بالکل رحمتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم

درسِ عمل تھا پیہم جاری داخلِ عادت تھی غم خواری
خلق کا مرکز فطرتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم

کیا کہوں میں اس دل کا قرینہ تھا کبھی کعبہ اب ہے مدینہ
اس میں ہے اب تو صورتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم

ہے جسے جتنا جوشِ عقیدت دل میں جس کے جتنی محبّت
پاتا ہے اُتنی قربتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم

صبح خدائی شامِ خدائی آغاز اور انجام خدائی
خلوت سرور جلوتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم

ہوں میں طلب کی اِس منزل میں آنکھ میں آنسو درد ہے دل میں
ہے یہ کمالِ اُلفتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم

نذر یہاں دینی ہے ادب سے سانس یہاں لینی ہے ادب سے
ہے یہ مقامِ مدحتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم

سانس میں شامل دل کی تڑپ ہے قدر کے قابل دل کی تڑپ ہے
ایسی قوی ہے نسبتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم

محفلِ نعت شریف جنابِ رعنا صاحب منعقدہ ۱۹۵۶ء

بحرِ متقارب سالم ہشت رکنی۔ فعولن فعولن۔ فعولن فعولن

محمدؐ پہ ہے انحصارِ دوعالم | اسی پھول میں ہے بہارِ دوعالم
سِمٹ کر جو آئی بہارِ دوعالم | مدینہ بنا یادگارِ دوعالم
مدینے میں ہیں تاجدارِ دوعالم | یہیں ہے یہیں ہے بہارِ دوعالم
کرم پر ترے انحصارِ دوعالم | شہنشاہِ کُل تاجدارِ دوعالم
محمدؐ کے نقشِ قدم ہیں نمایاں | بہر منزلِ اعتبارِ دوعالم
میں کرتا ہوں سجدے درِ مصطفےٰ پر | بہ توفیقِ پروردگارِ دوعالم
ہے اد کملی والے تری ٹھوکروں میں | دوعالم بہر اعتبارِ دوعالم
کُھلی بات ہے یہ محمدؐ ہیں جن کے | اُنھیں کا ہے پروردگارِ دوعالم
یدِ مصطفےٰ کی لکیروں کے پرتو | ہیں یہ سارے نقش و نگارِ دوعالم

بدل دیجیے قدر کے دل کی دُنیا
اِدھر دیکھیے تاجدارِ دوعالم

ردیف (ن)

محفلِ نعت شریف جناب محفوظ صاحب ۱۳۸۱ھ اف

بحرِ مضارع ہشت رُکنی۔ مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات

گم ہوں تصوّراتِ رسالت مآب میں
ہے کیف خاص اِس طلبِ کامیاب میں
اُمت پہ ہیں رسولؐ کی آنکھیں لگی ہوئی
ذرّے کھٹک گئے نگہِ آفتاب میں

آئے تھے قتل کرنے عمرؓ آنکھ ملتے ہی
سر جھک گیا رسولِؐ خدا کی جناب میں

لیتی ہے خواب میں بھی مزے قلب کی زباں
لذت ہے ایسی یادِ رسالتؐ مآب میں

ہو کیا خیالِ روئے محمدؐ میں امتیاز
دل میں ہے آفتاب کہ دل آفتاب میں

جمتا سوائے ایک محمدؐ کے اور کون
اللہ پاک کی نگہِ انتخاب میں

یہ بھی خدائے پاک کی قدرت کا راز ہے
قدرت خدا کی ہے جو رسالتؐ مآب میں

اوّل بھی مصطفٰے ہیں اور آخر بھی مصطفٰے
یوں ہی نہیں منتخب ہوئے ہر انتخاب میں

سرکار اب کرم کی ضرورت ہے آپ کے
سرکار امّت آپ کی ہے اضطراب میں

آئی ہے اور نہ آئے گی روئے نبیؐ کی ضو
ایک آفتاب کیا ہے ہزار آفتاب میں

ہے قدر معجزہ یہ رسولِ کریمؐ کا
ہوتی نہیں کمی کرمِ بے حساب میں

محفلِ نعت شریف قدر عُریضی منعقدہ ۱۹۵۴ء

بحر رمل ہشت رُکنی۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن فاعلات

ہے یہی ارمان اب میرے دلِ خود دار میں
بھول جاؤں سب کو یادِ احمدِ مختار میں

کر رہا ہوں دُنیوی حسرت کا خوں اس واسطے
سُرخرو جاؤں رسُول اللہ کے دربار میں

اہلِ علم اہلِ سُیوف آگاہ ہیں اچھی طرح
ہے جو ربطِ باہمی قرآن میں تلوار میں

جن کی آنکھوں نے نہیں دیکھا محمدؐ کا جمال
حُسن کو وہ ڈھونڈتے ہیں مصر کے بازار میں

چہرۂ انور دکھا دو یا محمّد مُصطفےٰ
بند آنکھیں ہو نہ جائیں حسرتِ دیدار میں

دیکھنے والے ہمیشہ دیکھتے تھے شوق سے
جاذبیت خاص تھی روئے شہِ ابرار میں

دِل میں اُس کے جلوہ گر ہے دردِ حُبِ مُصطفےٰ
اس لئے اتنی تڑپ ہے قدرؔ کے اشعار میں

محفلِ نعت شریف مجلسِ غوث الثقلین منعقدہ ۲۳ اپریل ۱۹۵۶ء

بحر مجتث ہشت رُکنی۔ مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان

نبیؐ کی یاد کا احساں نہیں، تو کچھ بھی نہیں
حیاتِ قلب کا ساماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

وِلائے سرورِ ذیشاں نہیں تو کچھ بھی نہیں
فِدا نبیؐ پہ دل و جاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

وہ دل نہیں کہ نہو جس میں ذرۂ حُبِّ رسولؐ
وہ بحر جس میں کہ طوفاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

تمھیں ہو لاکھ میسر حیات کے ساماں
مدینہ جانے کا ساماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

نثار ہونے کو ہر بات پر محمدؐ کی
ہمارے قلب میں ارماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

حدودِ حُبِّ محمدؐ ہے جاننا لازم
تعیّنات کا عرفاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

وجود اُنھیں سے ہے باقی جہانِ فانی کا
اگر مدینے کی گلیاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

سہارے لاکھ مسلمان ڈھونڈ لیں لیکن
نبیؐ کا سایۂ داماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
رسولؐ پاک کے گیسو کی دُھن میں شام و سحر
دل اپنا قدرؔ پریشاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

محفل نعت شریف مولانا کامل صاحب شطاری منعقدہ ۱۹۵۵ء

بحرِ رکض الخیل تشازدہ رکنی۔ فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن

جب داغ ولائے سرورِ دیں اس دل پہ نمایاں ہوتے ہیں
سمٹیں تو گُلِ تر بنتے ہیں پھیلیں تو گلستاں ہوتے ہیں

وہ لوگ جو روئے سرور پہ ہر حال میں قرباں ہوتے ہیں
جینے پہ بھی نازاں ہوتے ہیں مرنے پہ بھی نازاں ہوتے ہیں

چُھپتے ہیں چھُپانے سے بھی کہیں دیوانے رسولؐ اکرم کے
حالات سے ظاہر ہوتے ہیں چہروں سے نمایاں ہوتے ہیں

صرف آپ پہ ظاہر ہیں شہِ دیں وہ خود بھی نہیں مطلق واقف
مجبورِ محبت کے دِل میں کچھ ایسے بھی ارماں ہوتے ہیں

سرکارِ دو عالم سے نسبت ہوتی ہے حقیقت میں جن کو
وہ صاحبِ باطن ہوتے ہیں وہ صاحبِ عرفاں ہوتے ہیں

تسکین اُنھیں معلوم نہیں آرام و سکوں وہ کیا جانیں
گیسوئے نبیؐ کی اُلفت میں جو قلب پریشاں ہوتے ہیں

اک زاہدِ ظاہر بیں ہمدم یہ رازِ حقیقت کیا جانے
طیبہ میں جو اُڑتے ہیں جگنو وہ شمعِ شبستاں ہوتے ہیں

جو زیست کا مقصد سمجھے ہیں توقیرِ دلائے سرور کو
جذبات کہیں اُن لوگوں کے محدود بہ امکاں ہوتے ہیں

یہ مجھ کو یقینِ محکم ہے سلطانِ مدینہ چاہیں تو
اے قدرؔ مدینہ جانے کے خود غیب سے ساماں ہوتے ہیں

محفلِ نعت شریفِ قدرِ عریضی منعقدہ ۱۹ جون ۱۹۵۸ء

بحرِ مجتث ہشت رکنی ۔ مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان

بہ طرزِ نو غمِ اُمّی خطاب ہے دل میں
سکوں کو ساتھ لئے اضطراب ہے دل میں

خیالِ روئے رسالت مآبؐ ہے دل میں
سوالِ دید کا گویا جواب ہے دل میں

کرم کی آپ کے حاجت ہے یا رسول اللہ
نہ ضبط ہے نہ سکت ہے نہ تاب ہے دل میں

نبیؐ کے ذکر میں ہر دم جو مل رہا ہے دل
نبیؐ کی یاد کا گویا حساب ہے دل میں

محمدِ عربی آپ کی جدائی میں
تڑپ کا اک اثر کامیاب ہے دل میں

دراصل قدر یہ نسبت کی سرفرازی ہے
نبیؐ کی جو طلب کامیاب ہے دل میں

محفلِ نعت شریف مولانا کامل صاحب شطاری منعقدہ ۷ اصغر سنہ ۱۳۷۷ھ

بحرِ متقارب شانزدہ رکنی۔ فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلان

رسولِ اکرمؐ کرم ہے اپنے مرے خیالوں پہ چھا رہے ہیں
ہے چشم نم اور درود لب پر کہ مصطفیٰؐ یاد آرہے ہیں

شعورِ طاعت کو اہلِ نسبت جو کام میں اپنے لا رہے ہیں
درِ نبیؐ پر سر دل کو رکھ کر مقدر اپنے بنا رہے ہیں

غلام وقعت سے جی رہے ہیں حیاتِ سرکارؐ کی بدولت
چراغ نسبت کے ہر جگہ پہ جبھی تو یوں جگمگا رہے ہیں

جہاں نے کروٹ جو لی ہے آقاؐ تو ہم غلاموں کا حال یہ ہے
ہمارے گلشن کے پھول خود ہی ہنسی ہماری اڑا رہے ہیں

بتا رہے ہیں عمل سے اپنے نبی کا غم ہے ادب کے قابل
سروں کو دامن پہ رکھ کے آنسو سلیقۂ غم سکھا رہے ہیں

قدم قدم پر ستانے والے رسول اکرمؐ کے خادموں کو
ہزار بار آزما چکے تھے مگر ابھی آزما رہے ہیں

سلوک کا سلسلہ ہے جاری ہے بیخودی یا رسول طاری
ہم اپنی نظروں کو رفتہ رفتہ تمہارے قابل بنا رہے ہیں

ہے آرزوِ قدیرِ بے نوا کی بہ صوتِ سرمد کوئی یہ کہہ دے
مدینہ چل فوراً اب یہاں سے رسولِ اکرمؐ بلا رہے ہیں

محفلِ نعت شریف مولانا کامل صاحب شطاری منعقدہ ۴ر اکتوبر ۱۹۵۸ء

بحرِ ہزج مثمن الارکان۔ مفعول مفاعیل مفاعیل فعولان

اک نورِ مجسم ہے عبائے عربی میں
آسکتی نہیں شانِ محمدؐ کی کسی میں

جب ہوتا ہوں گم یادِ رسولِ عربی میں
پا لیتا ہوں میں خود کو مدینے کی گلی میں

ہے جاذبیت خاص اس ارمانِ نبی میں
ہو عمر بسر محویتِ دیدِ نبی میں

مر کر تو ذرا دیکھو رسولِ عربی پر
پا ڈر گے نہ یہ لطفِ حیاتِ ابدی میں

دے عزم بھی کھینچتی ہوئی جاتی ہے جبیں خود
ہے ایسی کشش نقشِ کفِ پائے نبی میں

مربوط ہیں عشقِ شہِ کونین کی کڑیاں
سلماں میں ربعی میں اویسِ قرنی میں

موجود ہیں اے قدرؔ دو عالم کے محاسن
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی میں

محفلِ نعت شریف قدرِ ادب منعقدہ ۱۷ جون ۱۹۶۰ء

بحرِ ہزج سالم ہشت رُکنی۔ مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

نبیؐ کی یاد کو جو بھی حیاتِ دل سمجھتے ہیں
وہ اپنے ہر نفس کو جادۂ منزل سمجھتے ہیں

نبیؐ سے رہ کے غافل، خود کو جو عاقل سمجھتے ہیں
وہ ہر اک راستے کی موڑ کو منزل سمجھتے ہیں

اُسے تقسیم کرتے ہیں وہی شئے سرفرازی سے
ابوالقاسم محمدؐ جس کو جس قابل سمجھتے ہیں

نبیؐ کا نام لیتے ہی جو آجاتا ہے آنکھوں میں
حقیقت میں ہم اُس آنسو کو اپنا دل سمجھتے ہیں

محمدؐ کی محبّت کے نتایج جاننے والے
خُدا کے فضل سے مفہومِ دردِ دل سمجھتے ہیں

وہ اہلِ کارواں واقف ہیں جو رازِ حقیقت سے
نبیؐ کی راہ کو قرآن کی منزل سمجھتے ہیں

چڑھا لیتے ہیں کاندھوں پر سلا دیتے ہیں بستر پر
علیؑ کو سیّد الکونینؐ اِس قابل سمجھتے ہیں

محمدؐ کے غلاموں کے غلام اَے دل
وفاداری کو اپنے خون میں شامل سمجھتے ہیں

ہیں قدر آگاہ جو مَن کُنتُ مولا کی نزاکت سے
علیؑ کو وہ نبیؐ کی ذات میں شامل سمجھتے ہیں

ردیف (و)

محفلِ نعت شریف جناب کاتب صاحب (نامیلی)

بحرِ ہزج ہشت رُکنی۔ مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

ظاہر میں لقب جس کا شہِ ہر دوسرا ہو
لازم ہے کہ باطن میں نہ کچھ اُس سے سوا ہو

کچھ ایسا کرم آپ کا یا شاہِ ہدا ہو
قیدِ غمِ دوری سے یہ پابند رہا ہو

صدقے میں نگاہِ کرم و لطف کے آقا
حالت پہ مری ایک نظر بہرِ خُدا ہو

اے حسرتِ دیدارِ مدینہ ترے صدقے
تو دل میں مِرے جب ہو تو پروا مجھے کیا ہو

آئیں جو نظر خواب میں سرکارِ مدینہ
ہر ایک نظر قدموں پہ سَو بار فدا ہو

بلوایئے اب مجھ کو مدینہ، کہ نہیں تاب
آگے نہیں معلوم کہ حالت مری کیا ہو

دہلیزِ پیمبرؐ پہ جو پیشانی کو رگڑوں
پھر از سرِ نو کندۂ تقدیر نیا ہو

اس مُنہ سے ہے عشقِ نبوی کا تمہیں دعویٰ
اے قدرؔ تم اب خود کو بھی سمجھے ہوئے کیا ہو

محفلِ نعت شریف جناب سیّد سیف الدّین صاحب سیفؔ منعقدہ ۱۹۵۵ء

بحرِ رمل مثمن رکنی۔ فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

اُلفتِ سرورِ دیں کی ملی دولت مجھ کو
بادشاہی سے فزوں ہے مری غربت مجھ کو

یا نبیؐ صرف اسی کی ہے ضرورت مجھ کو
آپ فرمائیں عطا دردِ محبت مجھ کو

ایسا کھو جاؤں مدینے کے گلی کوچوں میں
حشر تک ڈھونڈے جہاں ہیں مری قسمت مجھ کو

میری تعمیر میں ہے خاکِ مدینہ شامل

کیوں نہ ہر ذرّہ طیبہ سے ہو نسبت مجھ کو

یادِ سرکارِ دو عالم میں مرا دم نکلے

کم سے کم اتنی تو حاصل ہو سعادت مجھ کو

وقت پر غیب سے کرتے ہیں مددیوں شہِ دیں

اپنے حالات پہ خود ہوتی ہے حیرت مجھ کو

حُبِّ سرور کا نہ احساس ہوا تھا جب تک

نہیں معلوم تھی خود اپنی حقیقت مجھ کو

ہے تصوّر میں درِ سرورِ دیں پر مرا سر

آج حاصل ہوا عرفانِ عبادت مجھ کو

قدرؔ رگ رگ میں رواں ہے مری خونِ شبیرؓ

اس طرح شاہِ دو عالم سے ہے نسبت مجھ کو

نعتِ شریف بہ ذوقِ طبع مورخہ ۱۰ راگست ۱۹۶۵ء

بحرِ ہزج مثمّن رکنی۔ مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن فعولن

لُٹا کر مصطفےؐ پر زندگی کو مِٹا دی میں نے یوں اپنی خودی کو

جبھی تو اشک سے منہ دھو رہا ہوں مجھے صورت دکھانی ہے نبی کو

دو روزہ زندگی پر مرنے والے زرا دیکھیں نبیؐ کی زندگی کو
نبیؐ نے بول کر مَن کُنتُ مولاؔ بٹھایا اپنی مسند پہ علیؓ کو
محمدؐ کا قدائی جانتا ہے محمدؐ آگہی حق آگہی کو
اُٹھا سکتی نہیں اُٹھ کر قیامت نبیؐ کے در سے خُدّامِ نبیؐ کو
جسے چاہا محمدؐ مصطفےٰؐ نے ملی کونین کی نعمت اُسی کو

نجات اے قدرؔ اس میں ہے تمھاری
نبیؐ پر وقف کردو شاعری کو

ردیف (ہ)

محفلِ نعت شریف جناب سید سیف الدین صاحب سیف منعقدہ ۵۵ء

بحرِ ہزج ہشت رکنی۔ مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

پھیلا ہوا دُنیا میں ہے فیضانِ مدینہ
کونین کے سُلطان ہیں سُلطانِ مدینہ
حسنینؓ ہیں جب سُنبل و ریحانِ مدینہ
کیا پوچھتے ہو شانِ گلستانِ مدینہ
سرکارِ دو عالم کی سکونت کا سبب ہے
کعبے کے مقابل میں جو ہے شانِ مدینہ

عارف کی نگاہوں میں وہ ہے عرشِ محبت
جو قلب کہ ہے حاملِ ارمانِ مدینہ

کب دیکھتے ہیں خلد کو وہ آنکھ اُٹھا کر
ہے جن کی نگاہوں میں گلستانِ مدینہ

کعبے کا طواف ایسا میسّر ہو الٰہی
نظریں مری ہوتی رہیں قربانِ مدینہ

سرکارِ دو عالم ہیں جو کعبے کے محافظ
اللہ تعالےٰ ہے نگہبانِ مدینہ

ڈر اُن کے غلاموں کو یہاں کا نہ وہاں کا
سلطانِ دو عالم کے ہیں سلطانِ مدینہ

پھر روک نہیں سکتی اُسے کوئی بھی قوّت
بلوائیں مدینہ جسے سلطانِ مدینہ

ہے آپ کی اس وقت زمانے کو ضرورت
آجائیے آجائیے سلطانِ مدینہ

کیا خوف اسے ہوگا سلاطینِ جہاں کا
ہے قیصر غلام آپ کا سلطانِ مدینہ

محفلِ نعت شریف جناب سید سیف الدین صاحب سیف شرفی منعقدہ ۱۹۵۵ء

بحرِ مضارع مثمن الارکان۔ مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات

نکلے جو روح یادِ رسولِ خدا کے ساتھ
اک تازہ زندگی ملے مجھ کو فنا کے ساتھ

ہر شئے ہے کائنات کی خیر الورا کے ساتھ
لپٹے ہیں دو جہان نبیؐ کی رِدا کے ساتھ

تقدیر کی قسم وہ بڑے خوش نصیب تھے
سائے کی طرح رہتے تھے جو مصطفےٰؐ کے ساتھ

بستر پہ مصطفےٰ کے ہیں حیدرؓ تو، مصطفےٰ
معراج میں ہیں عرش پہ ربّ العلیٰ کے ساتھ

غزوات میں سفر میں وطن میں نماز میں
خیر الرّجال رہتے تھے خیر الورا کے ساتھ

طرزِ شفاعتِ شہِ کونین دیکھکر
جرأت خطا کی بڑھنے لگی ہر خطا کے ساتھ

گیسوئے مصطفےٰؐ کا ہوا ذکر کیا کہیں
اے قدرؔ آرہی ہے جو خوشبو ہوا کے ساتھ

محفلِ نعت شریف جناب کاتب صاحب (دہلی)

بحرِ ہزج ہشت رُکنی۔ مفعول مفاعیل مفاعیل فعولان

یوسف سے ہزاروں ہیں خریدارِ مدینہ
اِس حسن کا بازار ہے بازارِ مدینہ

سُنو باغوں کا اک باغ ہے گلزارِ مدینہ
فیضان کے گلدستے ہیں اشجارِ مدینہ

خورشیدِ قیامت کی تمازت کا خطر کیا
سر پہ جو رہے سایۂ دیوارِ مدینہ

طیبہ کو چلی جائے گی کیا بعدِ فنا رُوح
کیوں موت کا طالب ہے طلبگارِ مدینہ

ہیں کیفِ مئے عشقِ محمدؐ سے یہ سرشار
ہُشیار ہیں ہشیار ہیں میخوارِ مدینہ

دل کو مرے لو شمعِ رسالت کی لگی ہے
سینہ ہے مرا مطلعِ انوارِ مدینہ

ڈر حشر میں کیا اس کو سزا اور جزا کا
جب قدرؔ کے سرکار ہیں سرکارِ مدینہ

ردیف (ی)

محفلِ نعت شریف عبدالجلیل صاحب منعقدہ ۱۹۵۱ء

بحرِ ہزج سالم مثمن الارکان۔ مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

نقوشِ پائے سرکارِ دو عالم پہ جو قرباں ہے
اُسے جینا بھی آساں ہے اسے مرنا بھی آساں ہے

محمدؐ موجدِ انسانیت ہے رُوحِ عرفاں ہے
خُدا کو فخر جس انسان پر ہے یہ وہ انساں ہے

خیالِ گیسوئے احمدؐ میں جس کا دل پریشاں ہے
سُکونِ عالمِ امکاں تڑپ پر اُس کی قرباں ہے

غمِ ہجرِ شہِ یثرب کے داغوں کا یہ احساں ہے
مرے سینے میں میرا دل نہیں ہے اک گلُستاں ہے

محمدؐ حال و ماضی میں ترا امتیاز نمایاں ہے
فسانے کا ترے کردار ابراہیم عنواں ہے

اِسی سے عظمتِ اسلام دُنیا میں نُمایاں ہے
کہ اب دُنیا کے ہر اک گوشے گوشے میں مُسلماں ہے

وہی مردِ مجاہد ہے محمدؐ مُصطفٰے اے دل
فراست جس کی ہیّت کش سیاست جس پہ نازاں ہے

مدینہ چونکہ ہے آرام گاہِ سرورِ عالم
وہاں کا گوشہ گوشہ اِس لئے جنّت بداماں ہے

محمدؐ مُصطفٰے پر کیوں نہ ہو انسانیت نازاں
یہی انسان وہ ہے جس کے دل میں دردِ انساں ہے

خُدا ہوتا ہے جس کے ساتھ وہ ڈرتا نہیں ہرگز
محمدؐ مُصطفٰے کی ہر روش سے یہ نمایاں ہے

کسی عالم میں غافل ہونے دیتی ہی نہیں اُس کو
نبیؐ کی یادِ پیہم کا ہمارے دل پہ احساں ہے
ہے اس میں قدر دولت دردِ حبِّ سرورِ دیں کی
مِرا دل اس لئے شائد تڑپ اپنی نازاں ہے

محفلِ نعت شریف بہ خانقاہ حضرت سید خواجہ محمد صدیق مورخہ ۷ اور ۸ دسمبر ۱۹۵۲ء

بحرِ مضارع ہشت رکنی - مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

تبلیغ سے بڑھائیے اُمّت رسولؐ کی
تقسیم کرتے جائیے دولت رسولؐ کی

درکار اس لئے ہے عنایت رسولؐ کی
راحت ہمارے حق میں ہے رحمت رسولؐ کی

ہم عمر بھر کریں نہ کبھی بے مروّتی
پیشِ نظر رہے جو مروّت رسولؐ کی

ایماں سے مالا مال جو اپنے قلوب ہیں
دولت ملی یہ ہم کو بدولت رسولؐ کی

انسانیت کا ایک مکمل نظام ہے
واللہ سیدھی سادھی سیاست رسولؐ کی

ہر حکم کی رسولؐ کے تعمیل کیجئے
بس ہے یہ انتہائی محبت رسولؐ کی

ہے فرضِ اولیں یہ مسلماں کا بالیقیں
ہر وقت سامنے رہے سیرت رسولؐ کی

لوٹا کے آفتاب کو شق کر کے ماہ کو
قدرت نے یوں دکھائی ہے قدرت رسولؐ کی

ایمان کو ہمارے سلامت رکھے خدا
اس واسطے کہ ہے یہ امانت رسولؐ کی

اس وقت ہم ضرور مدینے کو جائیں گے
جس وقت ہم کو آئے گی دعوت رسولؐ کی

معراج سے نبوت ملا قدر یہ ہمیں
وحدت کے دائرے میں ہے وحدت رسولؐ کی

محفلِ نعت شریف قدر عریضی منعقدہ ۱۹۵۲ء

بحرِ ہزج مثمن الارکان۔ مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن

یا ختمِ رسل ان سے اسلام کی عزت ہے
جن خاص غلاموں کو خاص آپ سے نسبت ہے

کعبے کی جو حرمت ہے طیبہ کی جو عظمت ہے
سرکارِ دو عالم کے احساں کی بدولت ہے

کرنے سے قمر کے شق ظاہر یہ حقیقت
اللہ کے بندے میں اللہ کی قدرت ہے

حُبِّ شہِ یثرب میں یادِ شہِ بطحا میں
جینا بھی سعادت ہے مرنا بھی سعادت ہے

باندھے ہوئے ہے پتھر وہ پیٹ پہ فاقے میں
مردوں کو جِلانے کی جس ذات میں قدرت ہے

بے حد سے زیادہ خوش دل یادِ محمدؐ میں
یہ گوشۂ تنہائی گویا مری جنت ہے

کیا روئے محمدؐ کو نسبت رُخِ یوسفؑ سے

وہ اور ہی صورت تھی یہ اور ہی صورت ہے

پھر کنکریاں کلمہ پڑھنے کی ہے اب حاجت

پھر سرورِ عالم کی دُنیا کو ضرورت ہے

اے دیدۂ ظاہر بیں معلوم ہے کیا تجھ کو

ہر ذرۂ طیبہ میں دُنیائے حقیقت ہے

سرکارِ مدینے کے خود جانتے ہیں اُس کو

جو کچھ مرا منشا ہے جو کچھ مری نیّت ہے

وہ مصحفِ یزداں ہے رُخ شاہِ دو عالم کا

جس کی ہر اک آیت پر سجدے کی ضرورت ہے

قدرؔ اُس کو لٹاتا جا تو یادِ محمدؐ میں

جب تک ترے قبضے میں انفاس کی دولت ہے

محفلِ نعتِ شریف قدرؔ عُریضی منعقدہ ۱۹۵۱ء

بحرِ ہزج سالم مثمن الارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

رسولؐ اللہ کی معراج کا کیا صاف منظر ہے

جو آئینے کے باہر ہے وہ آئینے کے اندر ہے

حقیقت میں اُنھیں آنکھوں کو بینائی میسّر ہے
جن آنکھوں کے مقابل ہیں نبیؐ کا روئے انور ہے

ابوالقاسم محمدؐ ابنِ عبد اللہ بنی ہاشم
یہ وہ انسانِ کامل ہے جو ہر انساں سے بہتر ہے

ہے نیند اس کی یہ، جس نے کر دیا بیدار انساں کو
زمیں پر سو رہا ہے اور اپنے ہاتھ پر سر ہے

صحابائے رسولؐ اللہ ہیں ایسے مقاموں پہ
فلک کا ہر ستارہ جس طرح اپنی جگہ پہ ہے

رسولؐ اللہ کے آئین احکامِ خدا ہیں سب
وہی تنظیم حق کی ہے جو تنظیم پیمبرؐ ہے

خدا کے فضل سے دونوں میں ہے حبِّ نبیؐ کی مے
ہمارا قلب شیشہ ہے ہماری آنکھ ساغر ہے

رسالت کے فلک پہ خود محمدؐ ہیں مہِ کامل
اور اُن کا ہر صحابی اک ستارے کے برابر ہے

خدا توفیق دے جن کو نماز ایسی وہ پڑھتے ہیں
کہ سجدے میں ہے سر پیشِ نظر روئے پیمبرؐ ہے

رسولؐ اللہ نے بوسہ دیا ہے سنگِ اسود کو
بڑھی کعبے کی عظمت قدر جس سے یہ وہ پتھر ہے

محفلِ نعت شریف قدرؔ عریضی منعقدہ سنہ ۱۹۵۲ء

بحرِ متقارب ہشت رکنی فعولن فعولن فعولن فعولن

مدینے میں ہوں کیا یہ جنّت نہیں ہے
مجھے خُلد کی اب ضرورت نہیں ہے

ملا ہے جسے آستاں مصطفےٰؐ کا
اُسے سر اٹھانے کی فرصت نہیں ہے

مقام ایسا وہ کونسا ہے جہاں میں
جہاں سرورِ دیں کی اُمّت نہیں ہے

خدا کی خدائی میں ہر ذرّہ ذرّہ
ضرورت سے ہے بے ضرورت نہیں ہے

نبیؐ ہیں تصوّر میں اے موت کل آ
مجھے آج مرنے کی فرصت نہیں ہے

سہیل و عطارد ثریّا زحل کو
مدینے کے ذرّوں سے نسبت نہیں ہے

بُلایا ہے احمدؐ نے اے قدرؔ اب چل
تڑپنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے

محفلِ نعت شریف جناب سید سیف الدین صاحب سیفؔ شرفی سنہ ۱۹۵۵ء

بحرِ رمل مثمن الارکان۔ فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

ہمت یادِ نبیؐ قلب مرا پانے سے
خوف کرتا ہے تڑپنے سے نہ تڑپانے سے

پی کے آئے ہیں مدینے کے جو میخانے سے

زندگی بھر وہ نظر آتے ہیں مستانے سے،

اس طرح ملتے ہیں آپس میں فدایانِ رسولؐ

جیسے پروانہ گلے ملتا ہے پروانے سے

قسمت اُس کی ہے ملے جس کو مئے حبِ نبیؐ

دستِ توحید سے عرفان کے پیمانے سے

حبِّ اللہ و محمدؐ کا ہے قرآن گواہ

شانِ افسانے کی ظاہر ہے خود افسانے سے

ہو گئی ہے دلِ بیمار کو صحت حاصل

صرف تھوڑی سی مدینے کی ہوا کھانے سے

شمعِ حبِّ شہِ دیں دل میں ہے جن کے روشن

ہوتی ہے انست اُنھیں شمع سے پروانے سے

آتے ہی دوری میخانۂ طیبہ کا خیال

مئے غم گرنے لگی چشم کے پیمانے سے

صاف کہتے ہیں یہ حالاتِ اویسؓ اور بلالؓ

دونگاہوں کا تعلق ہے اک افسانے سے

ایک ہی پل میں ہوئی قدرؔ کی مشکل آساں

وقت پر سرورِ کونین کی یاد آنے سے

محفلِ نعت شریف مجلسِ غوث الثقلینؒ منعقدہ ۲۲ اپریل ۱۹۵۶ء

بحرِ مضارع ہشت رکنی۔ مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

بالغیب ہو گئی جو عنایت رسولؐ کی
انساں بنادی مجھ کو محبت رسولؐ کی

ہم کیا سمجھ سکیں گے فضیلت رسولؐ کی
اللہ جانتا ہے حقیقت رسولؐ کی

اس طرح مرے دل میں ہے الفت رسولؐ کی
حاصل ہے جیسے مجھ کو معیت رسولؐ کی

تکمیلِ کائنات ہے بعثت رسولؐ کی
خاتم نبوتوں کی نبوت رسولؐ کی

اِس بندۂ خدا میں خدائی صفات ہیں
قدرت رب سے ملتی جلتی ہے قدرت رسولؐ کی

اِنساں تو کیا فرشتوں کو اُس کی خبر نہیں
اک رازِ حق ہے خلوت و جلوت رسولؐ کی

فاقے کے ساتھ اضافہ بھی پتھر کا پیٹ پر
کیا صبر آزما تھی ریاضت رسولؐ کی

رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ سے نہ کیوں ہم ہوں مطمئن
موقوف جبکہ ہم پہ ہے رحمت رسولؐ کی

ہیں بے شمار آج بھی دیوانۂ رسولؐ
ہے آج بھی دِلوں پہ حکومت رسولؐ کی

سایہ قدر رسولؐ کا بن کر خدائے پاک
ہر وقت کر رہا تھا حفاظت رسولؐ کی

ناممکنات کو بھی تو ممکن بنا دیا
ظاہر ہے اس سے شانِ رسالت رسولؐ کی

آنکھوں سے ان کی آنکھوں پہ قربان جائیے
ہر دم جو دیکھتے رہے صورت رسولؐ کی

اے قدر سچ تو یہ ہے کہ دونوں جہان میں
کافی ہے تیرے واسطے نسبت رسولؐ کی

محفلِ نعت شریف مجلس غوث الثقلینؓ منعقدہ ۱۵ر جولائی ۱۹۵۶ء

بحرِ ہزج مثمن الارکان مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن

ہر شئے پہ حکومت ہے مختارِ دو عالم کی
یہ شان ہے یہ عظمت سرکارِ دو عالم کی

رونق نہ بڑھے کیوں کر بازارِ دو عالم کی
پھیلی ہوئی ہے دولت سرکارِ دو عالم کی

چھائے ہوئے ہیں ہر سو انوار مدینے کے
خلوت بھی ہے خود جلوت سرکارِ دو عالم کی

قدرت کی ہر اک شئے پر قابو ہے بہر صورت
ہے اس سے عیاں قدرت سرکارِ دو عالم کی

یادِ شہِ دیں میرے انفاس کی مالک ہے
ہے روح مری الفت سرکارِ دو عالم کی

اللہ کی عبادت میں اک جز ہے عبادت کا
اس شان کی ہے سنت سرکارِ دو عالم کی

ہر کام محمد کا انسانیت افزا ہے
ہر بات میں ہے حکمت سرکارِ دو عالم کی

"

وہ لوگ حقیقت میں مخدومِ دو عالم ہیں
جن لوگوں نے کی خدمت سرکارِ دو عالم کی

اے قدر ہیں واقف خود سرکارِ دو عالم کے
جس حال میں ہے امّت سرکارِ دو عالم کی

محفلِ نعت شریف بہ تقریب عرس حضرت برہنہ شاہؒ منعقدہ ۱۸ دسمبر ۱۹۵۶ء

بحرِ مجتث مثمن رکنی۔ مفاعلن فعلاتن۔ مفاعلن فعلن

رسولِ پاک کی جو کھٹ جو یاد آئی ہے
حیات تو مرے سجدوں نے پھر سے پائی ہے

تڑپ ہے دل کو میسر نگاہ کو جلوے
یہ سب تصدقِ افضالِ مصطفائی ہے

خدا گواہ مصیبت میں راحت و غم میں
نبیؐ کی یاد بہر حال کام آئی ہے

محمدِ عربی دل میں جلوہ فرما ہیں
تصورات کی منزل یہ انتہائی ہے

ہے یہ نبیؐ کی عنایت ہے یہ نبیؐ کا کرم
نبیؐ کی دولتِ نسبت جو ہاتھ آئی ہے

نبیؐ کا در ہے تصور میں سر ہے سجدے میں
اس ابتدا میں عجب شانِ انتہائی ہے

ہر ایک سانس نہ کیوں قدر کے قابل
حیات بن کے محمدؐ کی یاد آئی ہے

محفلِ نعت شریف مجلسِ غوث الثقلینؒ منعقدہ جنوری ۱۹۵۷ء

بحرِ رکض الخیل شانزدہ رکنی فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن

قرآن نہیں کہہ سکتے جب معلوم ہو آخر کیا کہیئے
قرآن کے لفظوں میں تجھ کو اے مدحِ پیمبرؐ کیا کہیئے

گویائی نہیں ہے اِس قابل الفاظ نہیں اس کے حامل
اے چشمِ طلب اے ذوقِ نظر کیا ہے رُخِ سرورؐ کیا کہیئے

ہاتھوں کی لکیریں احمدؐ کی تفصیلِ نظامِ قدرت ہیں
پڑھیئے تو سنبھل کر کیا پڑھیئے کہیئے تو سمجھ کر کیا کہیئے

سرکارِ دو عالم کو اس نے سینے میں چھپایا ہے اپنے
طیبہ کے مراتب کیا کہیئے طیبہ کا مقدر کیا کہیئے

دیوانے رسولِ اکرمؐ کے اِس سوچ میں بیٹھے ہیں خاموش
مدہوشی میں سب کچھ کہہ گزرے اب ہوش میں آ کر کیا کہیئے

اوصافِ رسولِ اکرمؐ کے اوراق پہ ہیں ہر گل کے رقم
کونین کے گوشے گوشے میں کتنے ہیں یہ دفتر کیا کہیئے

دل ہوتا ہے مضطر آنکھیں نم ماشا اللہ سبحان اللہ
تاثیر ہے کیا لفظوں میں ترے اے مدحِ پیمبرؐ کیا کہیئے

آنکھوں کی زباں اور دل کی صدا مدحت پہ محمدؐ کی ہیں فدا
حق اپنا کیا دونوں نے ادا دونوں کا مقدر کیا کہیئے

حیران مجھے کر دیتا ہے اے قدرؔ تصدق نسبت کا
لکھوائی گئی ہے کیا جلدی مدحِ رُخِ سرورؐ کیا کہیئے

محفلِ نعت شریف مولانا کامل صاحب شطاری منعقدہ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ

بحرِ ہزج مثمن الارکان ۔ فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن

مُصطفےٰ نے دی مجھ کو زندگی محبّت کی
لُطف دے رہی ہے اب آگہی حقیقت کی

مُصطفےٰ کو عادت تھی خُلق کی مروّت کی
مُصطفےٰ کی باتوں میں رُوح تھی مودّت کی

یادِ مُصطفےٰ مجھ سے کہہ رہی ہے سجدے میں
داخلِ عبادت ہے بے خودی عبادت کی

دردِ حُبِّ احمدؐ کے راستے میں ہوں اب میں
پیچھے رہ گئی منزل صبر کی قناعت کی

دَورِ مُصطفائی میں کرتے تھے عمل جس پر
ہم کو آج بھی حاجت ہے اُسی اُخوت کی

سنو! نماز سے افضل اک خلوص کا سجدہ
بندگی حقیقی ہے بندگی محبّت کی

ہر جگہ ہیں دُنیا میں مُصطفےٰ کے دیوانے
شان ہے وہی باقی آج بھی نبوّت کی

صاحبانِ نسبت کا سلسلہ یہ کہتا ہے
مصطفےٰ سے ملحق ہے ہر کڑی حقیقت کی
قدر واقعہ یہ ہے مصطفےٰ نہ چاہیں تو
زد سے بچ نہیں سکتے ہم کبھی مشیّت کی

محفلِ نعت شریف علامہ نجم آفندی صاحب منعقدہ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ

بحرِ ہزج ہشت رُکنی۔ مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

دیا احمدؐ نے ہم کو درس کیسی کیسی حکمت سے
شجاعت سے ریاضت سے قناعت سے عبادت سے
رسول اللہؐ نے انسانیت کی پرورش کی ہے
توجہ سے تلطف سے نوازش سے عنایت سے
نظام اسلام کا اکمل کیا ہے سرورِ دیں نے
شرافت سے صداقت سے مروّت سے محبت سے
سکھائے ہیں محمدؐ نے طریقے ہم کو بچنے کے
گناہوں سے بلاؤں سے حوادث سے مصیبت سے
لیا حسبِ ضرورت کام سرکارِ دو عالم نے
اشاروں سے کنایوں سے نگاہوں سے ہدایت سے

رسول اللہؐ کی تنظیم کو ربطِ مسلسل ہے
فروعوں سے اصولوں سے صیانت سے سیاست سے

محمدؐ کا فدائی قدر ہر دم کام لیتا ہے
حمیّت سے مودّت سے اخوت سے محبت سے

محفلِ نعت شریف بتقریب عرس بہر شاہ۔ منعقدہ ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ (بقیہ فیہ)

بحر ہزج ہشت رکنی۔ مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

خیالِ مصطفےٰ کو نذر دے کر چشمِ تر میں نے
ادب سے نعت لکھی ہے بہ عنوانِ نظر میں نے

تصوّر میں نبیؐ کے پائے جس جا دیدہ ور میں نے
کیا حاصل نظر سے اُن کی عرفانِ نظر میں نے

مجھے آنکھوں پر اپنی ناز ہے اس واسطے اے دل
نبیؐ کے نور سے سیکھے ہیں آدابِ نظر میں نے

نبیؐ کی یاد نے دل کو بنایا کعبۂ ہستی
نظر آیا یہ مجھ کو، دل پہ ڈالی جب نظر میں نے

تجلّیِ شہنشاہِؐ دو عالم کے تصدق ہیں
کیا ہے اپنا دل روشن بہ توفیقِ نظر میں نے

زہے قسمت مجھے اک نُور کی دُنیا نظر آئی
جمادی نقشِ پائے مُصطفےٰ پر جب نظر میں نے

تصوّر میں کئے ہیں گنبدِ خضرا کے نظّارے
فِدا ایمانِ نبی سے مانگ کر تا بِ نظر میں نے

فقیرانِ محمدؐ ہی میں ہے شانِ شہنشاہی
فقیروں ہی سے لی ہے دولتِ فکر و نظر میں نے

اُجالا ہی اُجالا ہو گیا اے قدرؔ آنکھوں میں
نبیؐ کے نور پر قربان کر دی جب نظر میں نے

محفلِ نعت شریف سیف حموی صاحب ۔ منعقدہ ۱۳۷۷ھ

بحرِ غریب (۱۶) رکنی ۔ فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن

جب یادِ نبیؐ تڑپاتی ہے احساس فراواں ہوتا ہے
دل درد کی ہر اک کروٹ پر سَو جان سے قرباں ہوتا ہے

جس وقت نسیمِ طیبہ کا انفاس پر احساں ہوتا ہے
کھل جاتے ہیں گل سب ارماں کے دل میرا گلستاں ہوتا ہے

یا سرورِ دیں حاصل جس کو سرکار کا عرفاں ہوتا ہے
انسانیت اُس کو ملتی ہے کامل وہی انساں ہوتا ہے

پٹکے کا کمر سے نکل جانا معراج کا عنواں ہوتا ہے
قوسین کے اک جا ہونے کا اک آن میں ساماں ہوتا ہے

مل جاتی ہے قسمت سے جس کو کشتیٔ ولائے سرورِ دیں
کرتا ہے وہ موجوں کی تنظیم اور مالکِ طوفاں ہوتا ہے

آفت نہیں آسکتی اُس پر تکلیف اُسے چھو سکتی نہیں
مرتا ہے جو احمدؐ پر ہر دم جینا اُسے آساں ہوتا ہے

ایقانِ طلب کی منزل پر ہو جس کی رسائی قسمت سے
ہر لفظ رسولِؐ اکرم کا اُس کے لئے قرآں ہوتا ہے

مجبور میں خود ہو جاتا ہوں کرنے کے لئے اپنی عظمت
احساسِ ولائے احمدؐ کا اس شان سے احساں ہوتا ہے

اوراد نبیؐ کے ناموں کے عکاس ہیں نورِ مطلق کے
اے قدرؔ دل کا سب جب تو آئینۂ عرفاں ہوتا ہے

محفلِ نعت شریف قدر عریضی۔ منعقدہ ۱۳۷۷ھ

بحرِ ہزج سالم ہشت رکنی مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

نکلتے ہی کمر سے شاہؐ کی پٹکا یہ کہتا ہے
نبیؐ کا جسم پاکیزہ لطافت کا سراپا ہے

جدھر دیکھو وہی نورِ محمدؐ کارفرما ہے
جدھر دیکھو محمدؐ کا اُجالا ہی اُجالا ہے

خدا کا گھر ہے دل، دل میں تصوّر مصطفےٰؐ کا ہے
تعجّب کی جگہ یہ ہے کہ مکّے میں مدینا ہے

جُھکا دیتی ہے اُس کے آگے سر اپنا ہر اک حسرت
تمنّائے رسولؐ اللہ سلطانِ تمنّا ہے

یہ ظاہر ہے تمھارے ہاتھ میں تسبیح ہے زاہد
ہمارے ہاتھ میں دامن محمدؐ مصطفےٰؐ کا ہے

تعجّب سے نہ دیکھو ہم سفر مجھ کو مدینے کے
مرا ہر سجدۂ تعظیم تشریحِ تمنّا ہے

وراثت میں، غلامی میں نے پائی ہے محمدؐ کی
درِ اقدس سے آقا کے جبھی تو ربط ایسا ہے

نبیؐ کی یاد میں بھی ارتقائی راز ہے پنہاں
نبیؐ کا نام جب لیتا ہے غنچہ پھول بنتا ہے

پئے تعظیم سر کے ساتھ دل کو بھی جُھکا دیجے
ادب کے قدر کے قابل تصوّر مصطفےٰؐ کا ہے

محفلِ نعت شریف بہ عرسِ ہمہ شاہ - ۱۶ جمادی الاول ۱۳۷۸ھ (بقید قافیہ)

بحرِ ہزج مسدس رُکنی - مفاعیلن - مفاعیلن - فعولن

جو دل میں درد ہے آنکھوں میں نم ہے
محمدؐ کی نوازش ہے کرم ہے

درِ اقدس پہ سر اپنا جو خم ہے
کرم ہے یہ محمدؐ کا کرم ہے

دو عالم کی نہیں ہے فکر مجھ کو
یہ سرکارِ دو عالم کا کرم ہے

جدھر دیکھو نظر آتے ہیں جلوے
یہ انوارِ محمدؐ کا کرم ہے

میں ہر دم پا رہا ہوں زندگانی
نبیؐ کی یاد کا ایسا کرم ہے

ہیں جو علم و ادب اجزائے اسلام
شہِ اُمی لقب کا یہ کرم ہے

شفاعت اور رحمت کو جو ہے جوش
یہ سب اپنی خطاؤں کا کرم ہے

مسلسل یاد آتے جا رہے ہیں
نبیؐ کا قدرِ پر جب سے کرم ہے

محفلِ نعت شریف غوث بیگ صاحب انسپکٹر پولیس وظیفہ یاب منعقدہ ۱۸ ستمبر ۱۹۵۹ء

بحرِ ہزج سالم ہشت رکنی - مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

دلِ اسلام میں اب تک حرارت مصطفےٰؐ کی ہے
رُخِ اسلام پر اب تک ملاحت مصطفےٰؐ کی ہے

ہے نازاں جس پہ ہر حکمت وہ حکمت مُصطفےٰ کی ہے
ہے قرباں جس پہ ہر عظمت وہ عظمت مُصطفےٰ کی ہے

ہوئی معراج شب میں اور دن میں دینِ حق پھیلا
وہ خلوت مُصطفےٰ کی تھی یہ جلوت مُصطفےٰ کی ہے

غلامانِ محمد مُصطفےٰ کو ہے یقیں اس کا
محبّت مُصطفےٰ کی خود معیّت مُصطفےٰ کی ہے

خُدا شیدا ہے جس کے حُسنِ صورت حسنِ سیرت پہ
وہ صورت مُصطفےٰ کی ہے وہ سیرت مُصطفےٰ کی ہے

اُجالا ہے اُسی سورت کا ہر آیت پہ قرآں کی
کلامِ اللہ میں جو خاص سورت مُصطفےٰ کی ہے

فنا فی اللہ کی منزل کا جادہ ہیں رسولُ اللہ
خُدا میں اور بندے میں وساطت مُصطفےٰ کی ہے

کچھ ایسے بھی حقایق ہیں کہ جن سے صاف ظاہر ہے
خُدائے مُصطفےٰ کو بھی ضرورت مُصطفےٰ کی ہے

شرف نسبت کا جو بخشا گیا قدرِ عُرَیضیؔ کو
علیؑ کی سرفرازی عنایت مُصطفےٰ کی ہے

محفلِ نعت شریف قدرِ عرشیٔ ۔ منعقدہ ۱۹؍مئی ۱۹۶۰ء

بحر متقارب مثمن الارکان ۔ فعولن فعولن فعولن فعولن

میسر ہوئی جن کو صحبت نبیؐ کی
ملی ہے اُنھیں خوب دولت نبیؐ کی

شریعت نبیؐ کی طریقت نبیؐ کی
ہیں دونو جہاں پر حکومت نبیؐ کی

علیؑ سے یہ کہتی ہے ہجرت نبیؐ کی
مکمّل مشیّت ہے حکمت نبیؐ کی

ہے کونین کے رُخ پہ غازے کی صورت
صباحت نبیؐ کی ملاحت نبیؐ کی

ولایت نبوّت کا ہے جزوِ اعظم
علیؑ کو ملی ہے امانت نبیؐ کی

نبیؐ جانتے ہیں خدا کی حقیقت
خُدا جانتا ہے حقیقت نبیؐ کی

محمّدؐ ہیں سارے نبیوں کے خاتم
یہ کہتی ہے مُہرِ نبوّت نبیؐ کی

ہیں ہجرت کی شب بسترِ مُصطفےٰؐ پر
ملی ہے علیؑ کو نیابت نبیؐ کی

ہوئے قدر غیب و شہود ایک جا جب
کھنچی مرتسم دل پہ صورت نبیؐ کی

محفلِ نعت شریف قدرِ ادبیٔ یادِ جگر مرادآبادی مرحوم ۔ منعقدہ ۳۰؍ اکتوبر ۱۹۶۰ء

بحرِ ہزج مثمن الارکان ۔ مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

جو ہر اک شے میں ہے اُس جلوہ گر کی یاد آتی ہے
خدا کے فضل سے خیر البشر کی یاد آتی ہے

مری آنکھوں سے آنسو منزلِ دامن پر آتے ہیں
وطن میں جب مدینے کے سفر کی یاد آتی ہے

جو ہم قرآن میں وَالّیل اور وَالفجر پڑھتے ہیں
محمدؐ آپ کے شام و سحر کی یاد آتی ہے

بہ فضلِ حق کم از کم پانچ بار اپنی نمازوں میں
سکھایا جس نے سجدہ اُس کے دَر کی یاد آتی ہے

تصرّف ہے یقیناً یہ نبوّت کی نگاہوں کا
عجم میں جو عرب کے دیدہ ور کی یاد آتی ہے

ذبیحے کا خیال آتے ہی اسماعیلؑ کے فوراً
محمدؐ آپ کے نورِ نظر کی یاد آتی ہے

ابھی تک معجزہ جاری ہے انگشتِ محمدؐ کا
قمر کو دیکھ کر شق القمر کی یاد آتی ہے

کسی کو اپنے گھر میں یاد آتی ہے مدینے کی
مدینے میں کسی کو اپنے گھر کی یاد آتی ہے

کوئی اے قدر نامِ شبّرؓ و شبیرؓ لیتے ہی
محمدؐ مصطفٰے کے دل جگر کی یاد آتی ہے